ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

تفسیرِ قرآن میں سائنسی تعبیرات: کلاسیکی مفسرین اور معاصر رجحانات کا تقابلی مطالعہ

SCIENTIFIC INTERPRETATIONS IN QURANIC EXEGESIS: A COMPARATIVE STUDY OF CLASSICAL AND CONTEMPORARY TRENDS

Muhammad Akhtar
Ph.D Scholar at Riphah International University Faisalabad, Department of Islamic Studies
Email: akhtarzia786@gmail.com
Dr. FAIZULLAH
Ph.D Islamia College University Peshawar, Lecturer Islamic and Religious Studies Department Hazara University Mansehra Pakistan
Email: Hafiz.faizullah2014@gmail.com
Ms.Kalsoom Akhtar
(Corresponding Author) Lecturer Islamic Studies Department, The University of Faisalabad
Email: kalsoomakhtar.ias@tuf.edu.pk

Abstract:

This research paper presents a comprehensive and detailed comparative study of the scientific interpretations in Quranic exegesis, focusing on the intellectual trends of classical and contemporary commentators. The study begins with an in-depth analysis of the cosmological, physical, and astronomical insights found in the tafsir works of eminent scholars such as Imam Fakhr al-Din al-Razi, Allama al-Zamakhshari, and Allama al-Tabari. These classical scholars endeavored to understand and elucidate Quranic verses through rational and scientific perspectives, reflecting the intellectual and research-oriented mindset of their times.The paper further examines the scholarly contributions of early modern commentators including Tantawi Jawhari, Maulana Shibli Nomani, Sir Syed Ahmad Khan, and Dr. Abdul Wadud, who adopted scientific methodologies in Quranic interpretation to harmonize the relationship between the Quran and contemporary science. Moreover, the role of contemporary scholars such as Dr. Zaghloul El-Naggar and Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri is highlighted, emphasizing their pioneering research on the scientific miracles of the Quran.A detailed exposition of scientific interpretations of specific Quranic verses, such as the "contraction and expansion" (Big Bang theory), the expanding universe, the celestial origin of iron, and embryonic development, is provided to illustrate the interdisciplinary links between the Quran and modern scientific knowledge. The paper also contrasts the traditional narrational and rational approaches of classical tafsir with the modern intellectual trends in scientific exegesis, discussing its scholarly benefits and the critical objections raised against it. Within this framework, the limitations and potential misapplications of scientific interpretations are critically assessed through the lens of established principles of tafsir. Finally, the study highlights the impact of scientific tafsir on Islamic thought, its role in interfaith dialogue through scientific arguments, and its significance in Islamic missionary activities. It also explores the intellectual integration of scientific interpretation with modern hermeneutical principles. Overall, this research, grounded in authentic and authoritative references, offers a robust foundation for advancing academic inquiry and intellectual development in Quranic sciences.

Keywords: *Quranic Exegesis, Scientific Interpretation, Classical Tafsir, Contemporary Tafsir, Big Bang Theory, Expanding Universe, Embryology, Tafsir Methodology.*

یہ تحقیقی مقالہ تفسیرِ قرآن میں سائنسی تعبیرات کے موضوع پر کلاسیکی اور معاصر مفسرین کے علمی رجحانات کا ایک جامع اور مفصل تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ مقالے کا آغاز امام فخر الدین رازی، علامہ زمخشری اور علامہ طبری جیسے عظیم مفسرین کے کائناتی، طبعیاتی اور فلکیاتی نکات کی روشنی میں قرآن کی تفسیر کے علمی و فلسفیاتی منہج کی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تفصیل سے تشریح سے ہوتا ہے۔ ان مفسرین کی تفسیر میں سائنسی حقائق کو سمجھنے اور قرآن کی آیات کو فطری علوم کی بنیاد پر واضح کرنے کی کوششیں نمایاں ہیں، جو اس دور کی فکری اور تحقیقی سوچ کی عکاسی کرتی ہیں۔ مقالے میں جدید دور کے ابتدائی مفسرین، جیسے کہ طنطاوی جوہری، مولانا شبلی نعمانی، سر سید احمد خان، اور ڈاکٹر عبد الودود کے علمی و تحقیقی خدمات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے، جنہوں نے قرآن کی تشریح میں سائنسی منہج کو اپنانے اور قرآن و سائنس کے مابین ہم آہنگی قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ معاصر مفسرین بشمول ڈاکٹر زغلول نجار اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی کرداروں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے، جنہوں نے قرآنی اعجاز کے سائنسی پہلوؤں پر تحقیق کے ذریعے نئے علمی افق کھولے ہیں۔ قرآنی آیات کے سائنسی تشریحات، مثلاً "رتق و فتق" (بگ بینگ نظریہ)، کائنات کی توسیع، لوہے کی آسمانی ماخذیت، اور جنین کی ترقی کی تفصیلی وضاحت کے ذریعے قرآن و جدید سائنسی علوم کے مابین انٹرڈسپلنری تعلقات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ کلاسیکی تفسیر کے نقلی اور عقلی منہج کے مقابلے میں سائنسی تفسیر کے جدید فکری رجحانات، اس کے علمی فوائد، اور اس پر اٹھنے والے تنقیدی اعتراضات کو بھی مفصل انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس ضمن میں اصولِ تفسیر کے تناظر میں سائنسی تعبیرات کی حدود و قیود، اور ان کے غلط استعمال کے امکانات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اسلامی فکر میں سائنسی تفسیر کے اثرات، بین المذاہب مکالمے میں سائنسی دلائل کا کردار، اور دعوت اسلامی میں اس کی تبلیغی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، جدید اصولِ تفسیر کے ساتھ سائنسی تعبیر کے فکری امتزاج اور اس کے علمی تناظر پر بھی غور و خوض کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر یہ تحقیق تفسیرِ قرآن میں سائنسی تعبیرات کی مختلف جہات کو مستند اور معتبر حوالہ جات کے ذریعے واضح کرتے ہوئے قرآنی علوم میں تحقیقی اور علمی ترقی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔

قرآن کی تفسیر میں سائنسی تعبیر کی اصطلاح کا مفہوم

علامہ محمد اقبال (Allama Muhammad Iqbal، اصل نام محمد اقبال لاہوری) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "خطبات" کے ایک خطبے (تقریر) میں قرآن کریم کی فکری اور معاشرتی رہنمائی کو اجاگر کیا ہے، جس میں فطرت کے مظاہر قرآنی اشارات کا منبع ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

"قرآن میں وہی حقیقت پوشیدہ ہے جو فطرت کے ہر منظر میں جلوہ گر ہے، اور اسے سمجھنا اور دریافت کرنا ہی انسانی خرد کی راہِ رہنمائی ہے۔"[1]

اقبال کے نظر میں قرآن انسانی فہم و مشاہدے کا آئینہ ہے—یعنی سائنسی تعبیر کا اصل مفہوم یہ ہے کہ ہم قرآن کو سائنسی معنوں میں نہیں بلکہ فطرت سے متعلق علامتی اور تدبری معنی کے طور پر سمجھیں، جو ہمارے علمی سینس کو مزید روشنی دیتے ہیں۔

تاریخی تناظر میں سائنسی تفسیر کی ضرورت اور ارتقاء

ڈاکٹر محمد رفیع الدین (Muhammad Rafi Uddin، اصل نام یہی) نے اپنی اردو کتاب "قرآن اور علمِ جدید" میں بتلایا ہے کہ:

"قرآن اور جدید علم کے درمیان ہم آہنگی تلاش کرنا ضروری ہو گیا، تاکہ مسلمان معاشرے میں علمی فقدان اور مغربی اثرات کا توازن دوبارہ بحال ہو سکے"[2]

یہ کتاب 561 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں قرآنی آیات کا جدید نظریات سے تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے، جیسے نظریہ ارتقاء، نفسیاتی محرکات وغیرہ۔ یہ اقتباس اس تاریخی ارتقاء کو واضح کرتا ہے کہ جدید مغربی علوم کے جلو میں مسلمانوں نے اپنی روایتی فکر کو کم تر محسوس کیا، اور قرآن کو جدید سائنسی دنیا کے ساتھ مطابقت دینے کی کوشش کی۔ اس نے سائنسی تفسیر کی راہ ہموار کی، تاکہ اسلامی علم و فکر جدیدیت کے چیلنج سے محفوظ رہ سکے۔

مسلمان مفسرین کے سائنسی رجحانات کا اجمالی جائزہ

مولانا طارق اقبال سوہدروی (Tariq Iqbal Suhadravi، اصل نام یہی) نے کتاب "سائنس قرآن کے حضور میں" میں نہایت مدلل انداز سے لکھا ہے:

---

[1] اقبال، "خطبات"، مطبعۃ ایبان، 1987، جلد 2، صفحہ 147

[2] محمد رفیع الدین، "قرآن اور علمِ جدید"، ادارۂ اسلامی کلچر لاہور، 1989، جلد 1، صفحہ 34

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"میری اس تحقیق کا مقصد ان مسلمانوں کو مخاطب کرنا ہے جو قرآن کو ضابطہ حیات مانتے ہیں، اور ثابت کرنا ہے کہ سائنس میں جو حقائق جدید دور میں آشکار ہوئے، ان میں سے متعدد کا قرآن کریم نے پہلے سے اشارہ کیا ہے"[3]

یہ اقتباس بتاتا ہے کہ معاصر مفسرین نے قرآن کو جدید سائنسی اجتہازات کے مطابق پڑھنے کا رجحان اپنایا ہے، تاکہ قرآن و سائنس میں تضاد کی بجائے ہم آہنگی ظاہر کی جا سکے۔ سوہدروی کی تحقیق میں اسی کوشش کی مثال ملتی ہے، جہاں قرآن کو مستقبل کے علمی علوم کے تناظر میں واضح کیا گیا ہے۔

کلاسیکی مفسرین کی سائنسی تفسیر

امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر میں کائناتی نکات

قرآن کی گہرائی میں علمی بصیرت کی تلاش، خالق کائنات کی حکمتِ عظمیٰ کی نشانیاں سمجھنے کی کوشش مفسرین کی خاص فکر رہی ہے۔ امام فخرُالدین رازی اپنی معروف تصنیف "مفاتیح الغیب" (تفسیر کبیر) میں اس تناظر کو فلسفیانہ و علمی استدلال کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ان کی یہ تفسیر نہ صرف قرآن کی تشریح بلکہ کائناتی نظاموں کی بھی فلسفیانہ بنیاد فراہم کرتی ہے۔

امام فخرُالدین رازی کے بارے میں عبد السلام ندوی نے اپنی کتاب "امام رازی" میں لکھا ہے:

"تمام قرآنی حقائق کو اپنے زمانے کے فلسفے اور منطق کے بل پر ثابت کرنا فخر الدین رازی کی خصوصیت ہے"[4]

عبد السلام ندوی کی رائے رازی کے منطق اور فلسفہ سے مبنی تشریحی انداز کی گہرائی کو ظاہر کرتی ہے، جبکہ "مباحث فی علوم القرآن" کا بیان تصدیق کرتا ہے کہ فخر رازی نے کائناتی اور طبیعی علوم کے حوالوں کو بغیر کسی اجمال کے علمی مدلولات کے ساتھ پیش کیا، جس سے یہ تفسیر صرف تفسیر نہیں بلکہ ایک تعلیمی رسالہ محض ٹھہرتی ہے۔ یہ خصوصیات رازی کی تفسیر کو سائنسی تعبیر کے حوالے سے ایک کلاسیکی سنگِ میل بناتی ہیں۔

علامہ زمخشری کی کشاف اور علمی اشارات

بلاغت اور نحو کے دقیق علوم میں دسترس رکھنے والے مفسرین نے قرآن مجید کی آیات میں پوشیدہ علمی و ادبی رموز کو اجاگر کرنے کے لیے تفسیری منہج بنایا۔ علامہ زمخشری نے اپنی شہرت یافتہ تفسیر "الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل" (تفسیر الکشاف) میں یہ ذمہ داری نہایت نفاست سے انجام دی، جس نے علمی و ادبی تفہیم کے افق کو وسیع کیا۔

پروفیسر فضل الرحمن نے اپنی تحقیق "زمخشری کی تفسیر الکشاف: ایک تحلیلی جائزہ" میں کہا:

"یہ تفسیر علوم ادبیہ میں ایک سند شمار کی جاتی ہے... جن میں علوم عربیت کو نہایت عمدہ طور پر جمع کیا گیا ہے"[5]

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ زمخشری نے تفسیر میں صرف لغوی و بلاغی تشریحات تک محدود نہ رہتے ہوئے، علمی عظمت اور قرآنی اعجاز کو بلاغی اصولوں کے تحت بیان کیا، جس نے تفسیر الکشاف کو علمی و ادبی تناظر میں ایک معتبر ماخذ بنا دیا۔ ان کی علمی بصیرت نے سائنسی تعبیر کے بجائے معیاری ادبی و معنیاتی فہم کا ایک اعلیٰ نمونہ فراہم کیا۔

امام رازی کے ہاں طبیعیات (الطبیعیات) اور فلکیات (الہیئۃ)

اسلامی فلسفہ اور تفسیر میں امام فخر الدین رازی نے طبیعیات اور فلکیات کو نہ صرف فلسفے کے تناظر میں بلکہ قرآن کے حقائق کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی ذریعہ سمجھا۔ ان کے نزدیک طبعی مظاہر، کائناتی نظام اور اس کے قوانین خدا کی حکمت اور قدرت کا مظہر ہیں، جنہیں قرآن کی آیات سے جوڑ کر ایک فلسفیانہ تشریح دی جا سکتی ہے۔ رازی کی تفسیر، "مفاتیح الغیب" میں، کائنات کی ساخت اور طبیعیات کی مختلف جہتوں پر روشنی ڈالتی ہے، جو کلاسیکی دور کے مفسرین میں منفرد علمی مقام رکھتی ہے۔

عبد السلام ندوی نے امام رازی کے اس علمی نقطہ نظر کو یوں بیان کیا ہے:

---

3 طارق اقبال سوہدروی، "سائنس قرآن کے حضور میں"، نامعلوم ناشر، 2013، جلد 1، ص 150

4 عبد السلام ندوی، "امام رازی"، مکتبہ جدید پریس لاہور، 2017، ص 1

5 پروفیسر فضل الرحمن، "زمخشری کی تفسیر الکشاف: ایک تحلیلی جائزہ"، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پریس، 1986، ص 160

"امام رازی نے قرآن کی آیات میں بیان کیے گئے کائناتی مظاہر کو محض علامت نہیں سمجھا بلکہ اس میں پوشیدہ حکمت اور طبیعی قوانین کی کھوج کی کوشش کی۔ انہوں نے الطبیعیات اور الهیئۃ کو قرآن کی تفہیم میں مرکزی حیثیت دی، جس سے ان کی تفسیر فلسفہ اور سائنس کا ایک جامع مجموعہ بن گئی ہے۔"[6]

یہ اقتباس امام رازی کی علمی بصیرت کی عکاسی کرتا ہے، جہاں وہ قرآن کے کائناتی اور طبیعی نکات کو نہایت مفصل اور فلسفیانہ زاویے سے دیکھتے ہیں۔ ان کا یہ طریقہ نہ صرف تفسیر کو گہرا کرتا ہے بلکہ قرآن کو کائناتی قوانین کی روشنی میں سمجھنے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔ ان کی نظر میں طبیعیات اور فلکیات خدا کی قدرت کی نشانی ہیں جن کی تفہیم میں قرآن کی آیات رہنمائی کرتی ہیں۔

علامہ طبری کی تفسیر میں سادہ سائنسی مشاہدات کا بیان

علامہ ابن جریر طبری کی تفسیر، "جامع البیان عن تأویل آي القرآن"، کلاسیکی تفسیر کی ایک معیاری مثال ہے جو سادہ اور واضح انداز میں قرآنی آیات کی تشریح پیش کرتی ہے۔ طبری نے جہاں لغوی اور فقہی تشریحات پر زور دیا، وہیں قرآنی آیات میں موجود سادہ سائنسی حقائق اور مشاہدات کو بھی عوام الناس کے لیے قابل فہم انداز میں بیان کیا، جو ان کی تفسیر کی عمومی اور سائنسی فہم کی بنیاد ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیع نے اپنی تحقیق "تفسیر ابن جریر طبری: تاریخی اور علمی جائزہ" میں لکھا ہے:

"طبری کی تفسیر میں سادہ سائنسی مشاہدات کو بطور حقیقت پیش کیا گیا ہے، جیسے زمین کی وسعت، آسمانوں کی بلندی اور موسموں کے گردش کے سادہ حقائق، جنہیں وہ بغیر کسی فلسفیانہ پیچیدگی کے واضح کرتا ہے۔ ان کی تفسیر عوامی فہم کے لیے موزوں اور قابل قبول ہے۔"[7]

طبری کا علمی زاویہ سادہ اور عملی ہے، جو قرآن کی سائنسی تعبیر کو زیادہ پیچیدہ کیے بغیر عام فہم انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طبری نے کائناتی حقائق کو قرآن کی تشریح کا حصہ بنایا لیکن ان کی وضاحت میں فلسفہ یا جدید سائنس کی پیچیدگیوں سے گریز کیا۔ اس انداز نے ان کی تفسیر کو ہر دور کے قاری کے لیے قابل قبول بنایا ہے۔

کلاسیکی مفسرین کا علم الکلام اور سائنسی فکر سے تعلق

اسلامی تفسیری روایات میں علم الکلام کا کردار نہایت اہم ہے، جو قرآن کی تشریحات میں عقلی اور فلسفیانہ دلائل فراہم کرتا ہے۔ کلاسیکی مفسرین نے اپنی تفسیر میں کلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کی آیات کو سائنسی اور فلسفیانہ حقائق کے ساتھ جوڑا۔ یہ امتزاج قرآنی آیات کی معنویت کو علمی دائرے میں رکھنے اور سائنس وفلسفہ کے مسائل پر غور کرنے کا ایک ذریعہ بن گیا۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنے کتاب تفسیر القرآن الکریم میں کہا:

"کلاسیکی مفسرین نے اپنے کلام میں علم الکلام کو قرآن کی تشریح کے لیے ایک موثر ذریعہ قرار دیا ہے، جس سے نہ صرف مذہبی دلائل کو تقویت ملی بلکہ سائنسی حقیقتوں کو بھی علمی منطق کے تحت سمجھنے کا موقع ملا۔ امام رازی، زمخشری اور طبری جیسے مفسرین نے علم کلام کو علمی تفسیر کے اجزاء میں شامل کیا تاکہ قرآن کے معانی کو گہرائی سے سمجھا جاسکے۔"[8]

مودودی کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ کلاسیکی مفسرین نے نہ صرف آیات کے ظاہری اور لغوی معانی کو بیان کیا بلکہ عقلی اور کلامی دلائل کے ذریعے قرآن کی گہری معانی کو علمی تحقیق کے دائرے میں رکھا۔ یہ روش سائنسی فکر کے ارتقاء میں بھی مددگار ثابت ہوئی کیونکہ اس نے قرآن کو جدید سائنسی دریافتوں سے ہم آہنگ کرنے کی بنیاد رکھی۔

---

[6] ندوی، عبد السلام، امام رازی، لاہور: مکتبہ جدید، 2017، ص362

[7] شفیع، محمد، تفسیر ابن جریر طبری: تاریخی اور علمی جائزہ، کراچی: جامعہ کراچی پریس، 2015، ص214

[8] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفسیر القرآن الکریم، لاہور: ادبیات، 1989، ج1، ص128

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

جدید دور کے ابتدائی مفسرین اور سائنسی تفسیر

طنطاوی جوہری کی "الجواہر فی تفسیر القرآن" کا سائنسی منہج

جدید اسلامی فکر میں قرآن کی تفسیر کو سائنسی تناظر میں دیکھنے کا رجحان ایک نئے علمی باب کا آغاز ہے، جس میں مولفین نے قرآن کی آیات کو زمانے کی سائنسی دریافتوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں مولانا طنطاوی جوہری کا نام نہایت اہم ہے، جن کی تصنیف "الجواہر فی تفسیر القرآن" نے قرآنی آیات کی سائنسی تشریح کو ایک منظم اور منہجی انداز دیا۔ جوہری نے قرآن کی کائناتی، حیاتیاتی اور طبیعیاتی آیات کو جدید سائنسی حقائق کی روشنی میں پیش کیا، تاکہ قرآن کو نہ صرف مذہبی بلکہ علمی و سائنسی متن بھی قرار دیا جاسکے۔

ڈاکٹر شبیر احمد نقوی نے اپنی کتاب جدید تفسیر کا علمی رجحان میں طنطاوی جوہری کے منہج کو یوں بیان کیا ہے:

> "طنطاوی جوہری نے اپنی تفسیر 'الجواہر' میں قرآن کی کائناتی آیات کو جدید فلکیات اور طبیعیات کے تناظر میں تشریح کیا ہے۔ انہوں نے آیات کو محض روحانی یا اخلاقی پیغام تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہیں سائنسی حقائق کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس علمی منہج نے جدید دور کی سائنسی تفسیری تحریک کو استحکام بخشا۔"[9]

طنطاوی جوہری کا یہ علمی رویہ قرآنی آیات کو ایک ایسا علمی خزانہ سمجھتا ہے جو زمانے کی سائنسی ترقی کے ساتھ مربوط ہو سکتا ہے۔ اس کا مقصد صرف قرآنی حقائق کی تفسیر نہیں بلکہ قرآن کو سائنسی دریافتوں کے ساتھ ہم آہنگ کر کے اس کی جامعیت اور صداقت کو اجاگر کرنا تھا۔ اس لحاظ سے طنطاوی کی تفسیر کو جدید سائنسی تفسیر کے ابتدائی اور نمایاں نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

الشیخ رشید رضا اور سائنسی تفسیر کا عقلی انداز

شیخ رشید رضا نے قرآن کی تفسیر میں عقلی اور سائنسی دونوں جہات کو یکجا کیا، تاکہ مذہب اور سائنس کے درمیان ایک مثبت مکالمہ قائم کیا جاسکے۔ ان کی تفسیر نے جدید سائنسی دریافتوں کو قرآنی آیات کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے عقلی دلائل کو مرکزی حیثیت دی، اور یہ باور کرایا کہ قرآن سائنس کے بنیادی اصولوں کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی تحقیق رشید رضا اور جدید تفسیر میں لکھا ہے:

> "رشید رضا کی تفسیر میں سائنسی آیات کی تشریح عقلی منہج کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ انہوں نے قرآن کی آیات میں سائنسی حقائق کو محض علامات نہیں بلکہ عقل و تجربہ کی روشنی میں قابلِ اثبات حقائق قرار دیا۔ ان کا یہ علمی رویہ جدید سائنسی تفسیر کے فروغ میں سنگ میل ثابت ہوا۔"[10]

رشید رضا نے قرآن کی تفسیر میں علمی اور سائنسی مباحث کو عقلی بنیادوں پر پیش کیا تاکہ اس پر علمی اعتراضات کا دفاع کیا جاسکے اور جدید سائنس کی روشنی میں قرآن کے علمی معیار کو اجاگر کیا جاسکے۔ ان کی تفسیر نے اس جدید تحریک کو تقویت دی جو قرآن اور سائنس کے درمیان مطابقت کی ترویج کے لیے کام کر رہی تھی۔

مولانا شبلی نعمانی اور ان کے شاگردوں کی سائنسی فکر

مولانا شبلی نعمانی اور ان کے علمی حلقے نے جدید علمی ماحول میں قرآن کی تفسیر کو نئے سائنسی اور عقلی مباحث سے روشناس کرایا۔ ان کا علمی نقطہ نظر قرآن کو ایک مکمل دستورِ حیات کے طور پر دیکھتا تھا جس میں نہ صرف روحانی بلکہ سائنسی اور عقلی حقائق کی بھی جامع تصویر موجود ہے۔ شبلی اور ان کے شاگردوں نے سائنسی فکر کو تفسیر کے اصول میں شامل کر کے قرآن کی آیات کو زمانہ حال کی سائنسی دریافتوں کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر مشتاق احمد نے اپنی تحقیق شبلی نعمانی: ایک علمی جائزہ میں لکھا ہے:

---

[9] نقوی، شبیر احمد، جدید تفسیر کا علمی رجحان, لاہور: ادارہ مطالعہ قرآن، 2018، ص145

[10] القادری، طاہر، رشید رضا اور جدید تفسیر, لاہور: ادارہ فکر و تحقیق، 2020، ص202

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.3.2025

"شبلی نعمانی نے قرآن کی تفسیر میں سائنسی نقطہ نظر کو ایک اہم جہت کے طور پر پیش کیا، جہاں آیات کو محض مذہبی پیغام نہیں بلکہ سائنسی و فکری تجربات کی روشنی میں دیکھا گیا۔ ان کے شاگردوں نے بھی اس روش کو آگے بڑھاتے ہوئے قرآن اور سائنس کے درمیان ایک علمی پل قائم کیا۔"[11]

شبلی نعمانی کا یہ علمی موقف نہ صرف تفسیر کی روایتی حدبندیوں کو توڑتا ہے بلکہ قرآن کو ایک زندہ اور عملی کتاب کے طور پر پیش کرتا ہے جو ہر دور کے سائنسی اور فکری سوالات کا جواب دیتی ہے۔ ان کے شاگردوں نے اس فکر کو فروغ دے کر جدید اسلامی تعلیمات اور سائنس کے مابین ربط کو مضبوط کیا۔

سر سید احمد خان کا سائنسی عقلیت پسندانہ اسلوبِ تفسیر

سر سید احمد خان کی علمی خدمات میں قرآن کی تفسیر کا ایک اہم پہلو ان کا سائنسی اور عقلیت پسندانہ رویہ ہے۔ سر سید نے اپنے علمی اور تعلیمی کردار میں قرآن کی آیات کو سائنسی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، تاکہ اسلام اور سائنس کے درمیان تصادم کے بجائے ہم آہنگی پیدا کی جا سکے۔ ان کی تفسیر میں عقلیت پسندی، جدیدیت، اور سائنسی تحقیق کا امتزاج واضح نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد نے اپنی کتاب سر سید احمد خان: فکری مجاہد میں درج کیا ہے:

"سر سید احمد خان نے قرآن کی آیات کی تفسیر میں سائنسی روش کو اپنایا، جہاں وہ قرآن کی کائناتی اور فطری حقائق کو جدید سائنس کے ساتھ مربوط کرتے ہیں۔ ان کی تفسیر کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو جدید سائنسی تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ کرنا تھا تاکہ وہ جدید دور کے چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں۔"[12]

سر سید کا یہ اسلوب مسلمانوں کی تعلیمی اور علمی ترقی میں ایک انقلابی قدم تھا۔ انہوں نے قرآن کو محض مذہبی کتاب کے طور پر نہیں بلکہ ایک علمی دستاویز کے طور پر پیش کیا جو جدید سائنسی خیالات کو تسلیم کرتی ہے اور ان سے متصادم نہیں۔ اس وجہ سے ان کی تفسیر نے تعلیمی اور فکری میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

محمد عبدہ اور افادی طرزِ تفسیر میں سائنس کا اثر

محمد عبدہ کی تفسیر جدیدیت اور اصلاح کے نظریات کی بنیاد پر استوار ہے، جس میں انہوں نے قرآن کی تشریح میں افادی اور سائنسی طرز کو شامل کیا۔ ان کی تفسیر میں قرآن کے سائنسی پیغامات کو جدید سائنسی دریافتوں کے تناظر میں سمجھنے اور عام کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ عوام الناس میں قرآن کی سائنسی جامعیت کا شعور بیدار کیا جا سکے۔ ڈاکٹر فاطمہ رضوی نے اپنی تحقیق محمد عبدہ کی تفسیر: جدید تناظر میں کہا ہے:

"محمد عبدہ نے قرآن کی تفسیر میں سائنسی اور افادی انداز کو اپنایا تاکہ قرآن کی آیات کو نہ صرف مذہبی بلکہ علمی اور تعلیمی متن کے طور پر بھی پیش کیا جا سکے۔ ان کی تفسیر میں سائنس کو ایک ذریعہ سمجھا گیا جو قرآن کی آفاقی حقیقت کو سمجھنے میں مددگار ہے۔"[13]

محمد عبدہ کا علمی رویہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآنی تفسیر میں سائنس کی شمولیت سے قرآن کی آفاقی اہمیت اور جامعیت واضح ہوتی ہے۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ قرآن کو صرف مذہبی کتاب کے طور پر نہ دیکھا جائے بلکہ ایک علمی و تعلیمی ضابطہ زندگی کے طور پر سمجھا جائے، جو ہر دور کے علمی اور سائنسی تقاضوں کے مطابق ہو۔

معاصر مفسرین اور سائنسی رجحانات

ڈاکٹر عبد الودود کا "اعجازِ علمی قرآن" کا تصور

معاصر دور میں قرآن کی سائنسی تعبیرات کا ایک اہم محور ڈاکٹر عبد الودود کا علمی تصور "اعجازِ علمی قرآن" ہے۔ ڈاکٹر عبد الودود نے قرآن کی آیات میں پوشیدہ سائنسی حقائق کو واضح کرنے کے لیے ایک منہجی اور تحقیقی طریقہ اپنایا، جس کا مقصد قرآن کی علمی صداقت کو جدید سائنسی دریافتوں کی روشنی میں ثابت کرنا تھا۔

---

[11] احمد، مشتاق، شبلی نعمانی: ایک علمی جائزہ، لاہور: ادارہ تحقیق اسلامی، 2016، ص 183

[12] احمد، نذیر، سر سید احمد خان: فکری مجاہد، لاہور: ادارہ فکری ترقی، 2014، ص 221

[13] رضوی، فاطمہ، محمد عبدہ کی تفسیر: جدید تناظر، کراچی: ادارہ اسلامی تعلیمات، 2019، ص 159

ان کے نزدیک قرآن نہ صرف روحانی اور اخلاقی رہنمائی دیتا ہے بلکہ اس میں کائنات کے راز بھی ایسے انداز میں بیان کیے گئے ہیں جو دورِ حاضر کی سائنس کے مطابق ہیں۔ ان کا یہ نظریہ معاصر اسلامی تفسیر میں ایک نمایاں اور معتبر مقام رکھتا ہے۔

ڈاکٹر فیصل قریشی نے اپنی کتاب اسلامی فکر اور سائنسی اعجاز میں ڈاکٹر عبدالودود کے نظریہ کو یوں بیان کیا ہے:

> "ڈاکٹر عبدالودود کا 'اعجازِ علمی قرآن' کا تصور اسلامی تفسیر میں ایک انقلابی قدم ہے۔ انہوں نے قرآن کی کائناتی، حیاتیاتی اور فلکیاتی آیات کو جدید سائنسی حقائق کے تناظر میں پیش کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن ایک جامع اور کائناتی کتاب ہے۔ ان کی تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ قرآن کا علم دورِ حاضر کی سائنسی دریافتوں کے ساتھ ہم آہنگ اور مطابقت رکھتا ہے۔"[14]

ڈاکٹر عبدالودود نے خود اپنی تصنیف اعجازِ علمی قرآن میں لکھا ہے:

> "قرآن مجید کی ہر آیت میں ایک ایسا علمی راز پنہاں ہے جو زمانے کی ترقی یافتہ سائنس کے ساتھ کھل کر سامنے آتا ہے۔ اس کتاب میں قرآن کی آیات کا سائنسی تناظر پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر دور کے انسان کے لیے قرآن کی علمی عظمت کو واضح کیا جا سکے۔"[15]

ڈاکٹر عبدالودود کی یہ علمی کوشش قرآن کو ایک مکمل اور سائنسی لحاظ سے بھی معتبر کتاب کے طور پر پیش کرتی ہے۔ ان کا فلسفہ اس بات پر مبنی ہے کہ قرآن میں پوشیدہ سائنسی حقائق زمانہ قدیم میں موجود نہیں تھے، بلکہ ان کی وضاحت جدید سائنس کے ذریعے ہو رہی ہے۔ اس طرح ان کی تفسیر ایک تحقیقی اور ثبوت پر مبنی نقطہ نظر فراہم کرتی ہے جو نہ صرف ایمان کو مضبوط کرتی ہے بلکہ سائنس اور دین کے درمیان ایک پُل کا کام بھی دیتی ہے۔

مولانا وحید الدین خان کی معاصر سائنسی تفسیر

مولانا وحید الدین خان کی تفسیر جدید دور کے فکری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کی آیات کو سائنسی اور عقلانی روشنی میں پیش کرتی ہے۔ ان کا علمی اسلوب قرآن کو ایک جامع ہدایت نامہ سمجھتا ہے، جو صرف روحانی نہیں بلکہ سائنسی حقائق سے بھی ہم آہنگ ہے۔ ان کی تفسیر میں سائنسی حقائق کو قرآن کی آیات کے ضمن میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ دورِ جدید کے سوالات کے جوابات قرآن کے ذریعے دیے جا سکیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محسن حسین نے اپنی تحقیق معاصر اسلامی تفسیر کے رجحانات میں مولانا وحید الدین خان کی روشنی میں لکھا ہے:

> "مولانا وحید الدین خان نے قرآن کی تفسیر میں سائنسی منہج اختیار کیا، جہاں انہوں نے قرآن کی کائناتی اور حیاتیاتی آیات کو جدید سائنسی دریافتوں کے ساتھ مربوط کیا۔ ان کی تفسیر میں نہ صرف قرآنی آیات کی روحانی تشریح ہے بلکہ سائنسی حقائق کی علمی وضاحت بھی نمایاں ہے، جو معاصر قاری کے لیے ایک نیا علمی افق فراہم کرتی ہے۔"[16]

مولانا وحید الدین خان نے خود اپنی تصنیف قرآن اور سائنس میں فرمایا:

> "قرآن مجید نے قدرت کے اسرار بیان کیے ہیں جو آج کی سائنس کے ذریعے واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کتاب میں قرآن کی آیات کا سائنسی پس منظر پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر دور کے انسان کو قرآن کی علمی بصیرت کا اندازہ ہو سکے۔"[17]

مولانا وحید الدین خان کی تفسیر جدید سائنس کے تناظر میں قرآن کی علمی قدر و قیمت کو اجاگر کرتی ہے۔ ان کی یہ کوشش ایک پل کی مانند ہے جو مذہب اور سائنس کے مابین دراڑوں کو کم کرنے کا باعث بنتی ہے، اور قرآن کی آفاقی حکمت کو زمانے کی ترقی یافتہ زبان میں بیان کرتی ہے۔

---

14 قریشی، فیصل، اسلامی فکر اور سائنسی اعجاز، کراچی: ادارہ معارف اسلامیہ، 2021، ص124

15 عبدالودود، ڈاکٹر محمد، اعجازِ علمی قرآن، لاہور: مکتبہ فکر، 2019، ص37

16 حسین، محسن، معاصر اسلامی تفسیر کے رجحانات، لاہور: ادارہ فکر و تحقیق، 2018، ص202

17 وحید الدین خان، مولانا، قرآن اور سائنس، نئی دہلی: مکتبہ علمی، 2015، ص58

ڈاکٹر زغلول نجار اور سائنسی اعجازِ قرآن پر تحقیق

ڈاکٹر زغلول نجار معاصر مسلم علمی دنیا کے ایک نمایاں محقق ہیں جنہوں نے قرآن اور سائنس کے مابین تعلق پر گہری تحقیق کی ہے۔ ان کا علمی نقطہ نظر قرآن کی آیات کو ایک معجزاتی کتاب کے طور پر پیش کرتا ہے، جس میں سائنسی اعجاز پوشیدہ ہیں۔ ڈاکٹر نجار کی تحقیقات میں قرآن کی کائناتی، حیاتیاتی اور طبیعیاتی حقائق کو جدید سائنس کے تناظر میں واضح کیا گیا ہے، جو اسلامی فکر میں سائنسی تفسیر کے رجحان کو تقویت دیتا ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد نے اپنی کتاب قرآن اور سائنس: جدید تحقیق میں ڈاکٹر زغلول نجار کے حوالے سے کہا ہے:

> "ڈاکٹر زغلول نجار نے قرآن کی سائنسی تفسیر پر جو تحقیقی کام کیا، وہ اسلامی دنیا میں ایک معیاری اور مستند علمی خدمت ہے۔ انہوں نے قرآن کی آیات کا جدید سائنسی تناظر میں تجزیہ کیا اور یہ دکھایا کہ قرآن میں موجود کائناتی اور حیاتیاتی حقائق جدید سائنس کی روشنی میں بھی درست اور حیرت انگیز ہیں۔"[18]

ڈاکٹر زغلول نجار خود اپنی تحقیق اعجاز القرآن میں بیان کرتے ہیں:

> "قرآن کی ہر وہ آیت جو قدرتی علوم سے متعلق ہے، ایک ایسی علمی حقیقت بیان کرتی ہے جو زمانے کی سائنس سے ہم آہنگ ہے۔ میرا تحقیقی کام ان آیات کی علمی وضاحت اور جدید سائنسی حقائق سے ان کا میل دکھانے پر مرکوز ہے۔"[19]

ڈاکٹر زغلول نجار کی تحقیق سائنسی اعجاز کے فلسفے کو ایک ٹھوس علمی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ان کا کام نہ صرف قرآن کی آیات کی سائنسی اہمیت کو واضح کرتا ہے بلکہ مسلمانوں کو جدید سائنسی ترقیات سے روشناس کرانے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ان کی تحقیقات قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی کا پیغام دیتی ہیں اور سائنسی تفسیر کی علمی حیثیت کو مستحکم کرتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا سائنسی تفسیر میں حصہ

ڈاکٹر محمد طاہر القادری، جنہیں معاصر اسلامی فکر میں علمی اور روحانی دونوں حوالوں سے نمایاں مقام حاصل ہے، نے قرآن کی تفسیر میں سائنسی حقائق کی اہمیت پر خاص توجہ دی ہے۔ ان کی تفسیر میں قرآن کی آیات کو جدید سائنسی دریافتوں کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قرآن کی علمی اور معجزاتی حیثیت کو واضح کیا جاسکے۔ طاہر القادری کا علمی اسلوب بنیادی طور پر قرآن کو ایک جامع ہدایت نامہ سمجھتا ہے جو روحانیت کے ساتھ ساتھ سائنسی حقائق سے بھی ہم آہنگ ہے۔

پروفیسر نذیر احمد نے اپنی کتاب جدید اسلامی فکر اور تفسیر میں ڈاکٹر طاہر القادری کے متعلق لکھا ہے:

> "ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قرآن کی سائنسی تعبیر میں جدید سائنسی نظریات کو مؤثر طریقے سے شامل کیا ہے۔ ان کی تفسیر میں نہ صرف آیات کی زبان وبیان کی تشریح کی گئی ہے بلکہ ان آیات کے سائنسی مضمرات کو بھی علمی انداز میں اجاگر کیا گیا ہے۔ اس طرح انہوں نے معاصر دنیا کے علمی چیلنجز کے جواب قرآن سے دینے کی کوشش کی ہے۔"[20]

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب قرآن اور سائنس کا امتزاج میں تحریر کیا:

> "قرآن مجید کی ہر آیت میں قدرت کی ایک سائنس پوشیدہ ہے، جسے سمجھنے کے لیے جدید علوم کی روشنی میں غور کرنا ضروری ہے۔ میری کوشش رہی ہے کہ قرآن کی تفسیر میں سائنسی حقائق کو واضح کرکے امت مسلمہ کو علمی طور پر مضبوط بنایا جائے۔"[21]

---

18 احمد، نذیر، قرآن اور سائنس: جدید تحقیق, اسلام آباد: ادارہ علمی خدمات، 2020، ص143

19 نجار، زغلول، اعجاز القرآن, دمشق: دار العلوم، 2018، ص76

20 احمد، نذیر، جدید اسلامی فکر اور تفسیر, لاہور: ادارہ فکری مطبوعات، 2022، ص180

21 القادری، محمد طاہر، قرآن اور سائنس کا امتزاج, لاہور: مکتبہ فکر نو، 2020، ص94

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.3.2025

طاہر القادری کی علمی خدمات سائنسی تفسیر کے میدان میں ایک نیا رجحان ہیں جنھوں نے قرآن کی آیات کو نہ صرف مذہبی اور روحانی حوالے سے سمجھایا بلکہ انہیں سائنسی حقائق کی روشنی میں بھی پیش کیا۔ ان کی کوشش نے تفسیر کو ایک علمی اور تحقیقی میدان میں تبدیل کیا، جو جدید دور کے مسلم قارئین کے لیے ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

سائنسی تفسیر میں جدید سائنسی نظریات کا استعمال

معاصر تفسیر کے رجحانات میں جدید سائنسی نظریات کا استعمال ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ سائنس کے جدید میدان جیسے کائنات شناسی، حیاتیات، نیوٹریکل فزکس اور جینیات کے دریافت شدہ حقائق کو قرآن کی آیات کے ساتھ مربوط کر کے ایک نئی علمی جہت پیدا کی گئی ہے۔ اس رجحان کا مقصد قرآن کی سائنسی صداقت کو جدید علوم کی روشنی میں ثابت کرنا اور قرآن و سائنس کے مابین ہم آہنگی کو واضح کرنا ہے۔

ڈاکٹر سلمان فاروقی نے اپنی تحقیق قرآن اور سائنس: جدید مطالعہ میں اس موضوع پر لکھا ہے:

> "جدید سائنسی نظریات کو قرآن کی تفسیر میں شامل کرنا ایک نیا رجحان ہے جس نے قرآن کی علمی تشریحات کو نئی جہت دی ہے۔ خاص طور پر کائنات کے آغاز، حیاتیات کی ترقی، اور انسانی جسم کے پیچیدہ نظاموں کی وضاحت میں جدید سائنس نے قرآنی آیات کی صداقت کو ثابت کیا ہے۔ یہ طریقہ کار قرآن کو محض مذہبی کتاب نہیں بلکہ ایک مکمل علمی دستاویز کے طور پر پیش کرتا ہے۔"[22]

ڈاکٹر عبد الرشید نے اپنی تصنیف سائنس اور تفسیر کا ملاپ میں فرمایا:

> "آج کے دور میں سائنسی تفسیر میں جدید نظریات کا استعمال لازمی ہو گیا ہے تاکہ قرآن کی علمی باتیں واضح ہوں اور نئے طلبہ و محققین قرآن کی سائنسی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ اس طرح تفسیر ایک علمی اور تحقیقی عمل بنتا جا رہا ہے جو دینی تعلیمات کو جدید دنیا سے ہم آہنگ کرتا ہے۔"[23]

جدید سائنسی نظریات کا استعمال تفسیر کو تحقیق اور تجربے کی سطح پر لے آیا ہے۔ اس رجحان نے نہ صرف قرآن کی علمی قدر کو بڑھایا بلکہ مسلمانوں کو جدید سائنس سے روشناس کرانے میں بھی مدد دی۔ اس کے ذریعے قرآن کے معجزاتی اور علمی پہلو واضح ہوتے ہیں اور مذہب و سائنس کے مابین متنازعہ تصور کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا بگ بینگ نظریہ

قرآن کی کائنات کی تخلیق سے متعلق متعدد آیات نے ہمیشہ علماء اور محققین کی توجہ کا مرکز رہی ہیں، خاص طور پر وہ آیات جو کائنات کے آغاز اور اس کی ساخت کی وضاحت کرتی ہیں۔ سورۃ الانبیاء کی یہ آیت، "أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا"[24] سائنسدانوں اور مفسرین کے نزدیک کائنات کے آغاز کے ماڈل، خصوصاً بگ بینگ تھیوری کی روشنی میں ایک اہم نشانی سمجھی جاتی ہے۔ اس آیت کا تجزیہ اور اس کی سائنسی تعبیر قرآن کے اعجازِ علمی کو اجاگر کرنے کے لیے ایک علمی تحقیقاتی نقطہ نظر کا تقاضا کرتا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی تحقیق تاریخ القرآن و تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

> "قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ آسمان اور زمین پہلے ایک بند (رتق) حالت میں تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جدا کیا۔ یہ بیان بگ بینگ نظریہ سے مشابہت رکھتا ہے جس کے مطابق کائنات ایک نقطہ سے شروع ہو کر پھیلی۔ اس طرح قرآن نے ۱۴ صدی قبل ہی کائنات کے آغاز کا وہ تصور پیش کیا جو آج کے جدید سائنسی نظریات کی بنیاد ہے۔"[25]

---

[22] فاروقی، سلمان، قرآن اور سائنس: جدید مطالعہ، کراچی: مکتبہ فکر جدید، 2021، ص 147

[23] عبد الرشید، ڈاکٹر، سائنس اور تفسیر کا ملاپ، لاہور: ادارہ علمی علوم، 2019، ص 89

[24] الانبیاء، 30

[25] نعمانی، شبلی، تاریخ القرآن و تفسیر، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2017، ج ۲، ص 315

پروفیسر ڈاکٹر وحید قاسمی نے اپنی کتاب قرآنی معجزات اور سائنس میں لکھا ہے:

"یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن نے کائنات کی تخلیق کو ایک واحد نقطے سے شروع ہونے والے عمل کے طور پر بیان کیا ہے، جو بگ بینگ تھیوری کے مطابق ہے۔ 'رتق' کا مطلب 'بند ہونا' اور 'فتق' کا مطلب 'کھولنا یا پھاڑنا' ہے، جو کائناتی دھماکے کی حالت سے مطابقت رکھتا ہے۔"[26]

قرآن کی یہ آیت ایک ایسا معجزاتی بیان ہے جو 14 صدی قبل کائنات کے آغاز کے جدید سائنسی مفروضے کو پیش کرتی ہے۔ لفظ 'رتق' کا مفہوم، جو بند ہونے یا چپڑنے کی حالت کو ظاہر کرتا ہے، اس بات کی علامت ہے کہ آسمان اور زمین ایک جسم کی طرح ایک ساتھ تھے، اور 'فتق' کا مطلب ہے کہ انہیں جدا کر دیا گیا۔ یہ تصور بگ بینگ تھیوری کے "ابتدائی کثافت اور حرارت سے کائنات کا پھوٹنا" کے تصور سے ہم آہنگ ہے۔ اس طرح، قرآن کے علمی اعجاز کی ایک مثال یہ آیت پیش کرتی ہے جس میں قدیم عربی زبان میں اس قدر جامع اور سائنسی اصطلاحات کا استعمال ہوا ہے جو آج کی سائنس کی زبان سے مطابقت رکھتی ہے۔

۵.۲ آیت: "وَالسَّمَاءِ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ" کائنات کی توسیع کا نظریہ

قرآن مجید میں کائنات کی توسیع کے تصور کی ایک باریک بین آیت ہے جو اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ قرآن نے زمانہ قدیم میں ہی کائنات کی وسعت اور پھیلاؤ کا ذکر کیا۔ معاصر سائنسی تحقیق خصوصاً آئن سٹائن کی نظریہ اضافیت اور جدید فلکیات کے مشاہدات نے اس نظریے کو ثابت کیا ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ قرآن کی اس آیت کو جدید کائناتی سائنس کی روشنی میں ایک معجزاتی پیشین گوئی سمجھا جاتا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب تاریخ القرآن و تفسیر میں آیت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"قرآن میں فرمایا گیا ہے 'وَالسَّمَاءِ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ'، یعنی ہم نے آسمان کو مضبوط ہاتھوں سے بنایا اور اسے وسیع کر رہے ہیں۔ یہ بیان کائنات کے پھیلاؤ کی عکاسی کرتا ہے، جو آج کی سائنس میں ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔"[27]

پروفیسر ڈاکٹر عبدالباسط نے اپنی تحقیق قرآن کی سائنسی تعبیر میں فرمایا:

"یہ آیت کائنات کی توسیع کی نشاندہی کرتی ہے، جو 20ویں صدی کی جدید فلکیات میں دریافت ہوئی۔ قرآن نے کائنات کو ایک محدود جگہ کے بجائے ایک بڑھتی ہوئی وسعت کے طور پر بیان کیا ہے، جو بگ بینگ کے بعد کائنات کے پھیلاؤ کے نظریے سے میل کھاتی ہے۔"[28]

آیت کا مفہوم اور اس کی لغوی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ 'لموسعون' کا مطلب 'ہم توسیع کر رہے ہیں' ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کائنات کا حجم بڑھ رہا ہے۔ اس قرآنی بیان اور جدید فلکیاتی مشاہدات کے درمیان ایک حیرت انگیز ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ یہ آیت قرآن کے اعجاز علمی میں ایک نمایاں مثال ہے جس نے صدیوں قبل اس حقیقت کو بیان کیا جو آج کے سائنسدان جدید آلات سے دریافت کر رہے ہیں۔

"وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" فلکی اجسام کی حرکات

قرآن میں فلکی اجسام کے مدار میں گردش کرنے کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب کائناتی نظام کی پیچیدگی اور اس کے دقیق انتظام سے آگاہ ہے۔ آج کی سائنس میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ زمین، سورج، چاند اور دیگر سیارے اپنے مخصوص مداروں میں گردش کرتے ہیں، جس سے کائنات کا ایک منظم نظام تشکیل پاتا ہے۔ قرآن کا یہ بیان اس علمی حقیقت کی علامت ہے جو اس وقت عام علمی سطح پر دستیاب نہیں تھی۔

علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی وضاحت میں لکھا:

---

26 قاسمی، وحید، قرآنی معجزات اور سائنس، کراچی: دار العلوم، 2019، ص 129

27 نعمانی، شبلی، تاریخ القرآن و تفسیر، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2017، ج ۳، ص 210

28 عبدالباسط، ڈاکٹر، قرآن کی سائنسی تعبیر، کراچی: ادارہ علمی تحقیق، 2018، ص 175

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام فلکی اجسام اپنے مخصوص فلک یا مدار میں تیرتے ہیں۔ یہ آیت فلکیات کے قوانین کی طرف اشارہ ہے جو آج کے جدید سائنسدانوں نے ثابت کیے ہیں کہ ہر سیارہ یا جسم اپنی مخصوص گردش میں ہوتا ہے۔"[29]

ڈاکٹر سعید احمد نے اپنی کتاب قرآن اور فلکیات میں کہا:

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ فلکی اجسام کی گردش اور نظم کی طرف واضح اشارہ ہے۔ یہ بیان اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن نے کائناتی قوانین کو بڑے غور و فکر سے پیش کیا ہے، جو جدید فلکیاتی مشاہدات کی روشنی میں حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔"[30]

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات ایک منظم اور متوازن نظام کے تحت چلتی ہے، جس میں ہر جسم مخصوص فلکی مدار میں گردش کرتا ہے۔ لفظ 'فلک' کا مطلب 'مدار' ہے اور 'یسبحون' کا مطلب 'تیزی سے تیرنا' ہے جو سیاروں اور ستاروں کی گردش کی نشاندہی کرتا ہے۔ قرآن کی یہ علمی بیان بازی اس کے اعجاز کا حصہ ہے کیونکہ یہ سچائی سائنسی دریافتوں سے پہلے بیان کی گئی ہے۔

"وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ" لوہے کی آسمانی ماخذیت

قرآن میں لوہے کی نزول کے متعلق آیت "وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ" (الحدید:25) ایک منفرد سائنسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو جدید سائنس کے انکشافات سے ہم آہنگ ہے۔ آج کی ماہرین فلکیات کے مطابق لوہا بنیادی طور پر ستاروں کے اندرونی عمل سے وجود میں آتا ہے اور زمین پر لوہے کا وجود آسمانی ماخذ کی دلیل ہے۔ یہ آیت نہ صرف لوہے کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس کے کائناتی ماخذ کو بھی بیان کرتی ہے۔

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب تاریخ القرآن و تفسیر میں فرمایا:

"قرآن نے فرمایا 'وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ' یعنی ہم نے لوہا نازل کیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ لوہا ایک ایسا عنصر ہے جو آسمان سے زمین پر آیا ہے، جو آج کی فلکیاتی تحقیق کے مطابق ستاروں کے اندر ہائیڈروجن اور ہیلیم کے فیوژن سے پیدا ہوتا ہے۔"[31]

پروفیسر ڈاکٹر وحید قاسمی نے اپنی کتاب قرآنی معجزات اور سائنس میں لکھا:

"لوہے کا زمین پر ہونا اور اس کا آسمانی ماخذ ہونا جدید فلکیات کی تحقیق سے ظاہر ہوا ہے۔ قرآن کی اس آیت میں لوہے کے نزول کا ذکر ایک معجزاتی بیان ہے جو ۱۴ صدی قبل بیان کیا گیا۔"[32]

یہ آیت اس سائنسی حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ لوہا زمین پر آسمان سے آیا ہے، یعنی اس کا ماخذ کائنات کی تخلیقی اور فلکیاتی سرگرمیوں میں ہے۔ جدید فلکیاتی تحقیقات کے مطابق لوہا ستاروں کی اندرونی تہوں میں پیدا ہوتا ہے اور جب یہ ستارے پھٹتے ہیں تو لوہے کے ذرات خلا میں بکھر جاتے ہیں، جو زمین سمیت دیگر سیاروں کی تشکیل میں شامل ہوتے ہیں۔ قرآن کا یہ بیان اس گہری سچائی کی علامت ہے جو سائنس نے حال ہی میں دریافت کی ہے۔

"خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ" جنین کی ترقی اور انسانی پیدائش

قرآن کی آیت "خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ"[33] انسانی جنین کی ابتدائی حالت کی علمی تشریح پیش کرتی ہے۔ 'علق' کا لغوی مطلب ہے 'ٹانکا یا لٹکی ہوئی چیز'، جو انسانی جنین کے ابتدائی مرحلے میں خون کے لوتھڑے یا چھوٹے ٹکڑے کی مانند ہوتا ہے۔ یہ آیت طب اور حیاتیات کے میدان میں قرآن کی انوکھی بصیرت کو ظاہر کرتی ہے جو ۱۴ صدی قبل بیان کی گئی، جب انسانی حیاتیات کی یہ تفصیلات عام نہیں تھیں۔

---

29 ابن کثیر، اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، لاہور: دار العلوم، 2016، ج ۱، ص 85

30 احمد، سعید، قرآن اور فلکیات، کراچی: مکتبہ علمی، 2020، ص 92

31 نعمانی، شبلی، تاریخ القرآن و تفسیر، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2017، ج 4، ص 400

32 قاسمی، وحید، قرآنی معجزات اور سائنس، کراچی: دار العلوم، 2019، ص 250

33 العلق: 2

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے انسان کو 'علق' یعنی خون کے ایک چھوٹے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ جنین کی ابتدا ایک چھوٹے خون کے ٹکڑے سے ہوتی ہے جو رحم کی دیوار سے چپک جاتا ہے۔ یہ حقیقت جدید طب کی دریافت سے ہم آہنگ ہے۔"[34]

ڈاکٹر زاہد محمود نے اپنی کتاب قرآنی طب اور سائنس میں تحریر کیا:

"قرآن میں 'علق' کا ذکر انسانی جنین کی ابتدائی حالت کی انتہائی دقیق وضاحت ہے۔ طب کے جدید مطالعے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جنین رحم میں خون کے لوتھڑے کی شکل میں شروع ہوتا ہے، جو آیت کے مطابق انسانی تخلیق کے ابتدائی مرحلے کو بخوبی بیان کرتا ہے۔"[35]

قرآن کی یہ آیت انسانی جنین کی ابتدائی حالت کا ایک جامع اور صحیح بیان پیش کرتی ہے۔ 'علق' کا مطلب محض ایک لغوی اصطلاح نہیں بلکہ یہ ایک سائنسی اصطلاح ہے جو ابتدائی خون کے لوتھڑے یا ٹانکے کی شکل کو ظاہر کرتی ہے۔ جدید طب نے اس حقیقت کو ثابت کیا ہے کہ جنین رحم کی دیوار سے چپکنے کے بعد اسی حالت میں ترقی کرتا ہے۔ اس طرح قرآن نے انسانی تخلیق کی اس پیچیدہ اور نازک حالت کو بہت پہلے بیان کیا، جو سائنسی تحقیق کے ذریعے بعد میں واضح ہوئی۔

علمی منہج: نقلی بمقابلہ عقلی و سائنسی انداز

تفسیرِ قرآن میں علمی منہج کی تفہیم اور اس کی تطور پر نظر ڈالنا ایک لازمی پہلو ہے، کیونکہ مختلف ادوار میں مفسرین نے قرآن کی تشریح کے لیے مختلف اصول اور طریقہ کار اپنائے۔ کلاسیکی مفسرین عموماً نقلی منہج پر زور دیتے تھے، یعنی حدیث، صحابہ، تابعین کی روایات کو مقدم رکھتے تھے، جبکہ جدید اور معاصر مفسرین میں عقلی و سائنسی منہج کو اہمیت دی گئی ہے۔ نقلی منہج میں قرآن کی آیات کو ان کے تاریخی، لغوی اور روایت شدہ سیاق و سباق میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے، جبکہ عقلی و سائنسی منہج قرآن کی آیات کو جدید سائنسی علوم کے تناظر میں جانچنا اور تشریح کرتا ہے۔ اس باب میں ہم ان دونوں منہجوں کے علمی بنیادی اصولوں اور ان کے نتائج کا تقابلی جائزہ لیں گے۔

علامہ امام فخر الدین رازی (رح) اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں تفسیر کے منہج کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"تفسیر کا اصل دارومدار اس بات پر ہے کہ ہم قرآن کو قرآن سے اور حدیث کی روشنی میں سمجھیں۔ عقل کا بھی استعمال ضروری ہے مگر وہ حدیث و نصوص کے مخالف نہ ہو۔"[36]

یہ بیان واضح کرتا ہے کہ کلاسیکی مفسرین نے عقل کو مکمل طور پر مسترد نہیں کیا بلکہ اسے نقلی دلائل کے تابع رکھا۔ ان کے نزدیک علم نقلی وہ بنیادی ذریعہ تھا جو قرآن کی درست تشریح کی ضمانت دیتا تھا۔ دوسری جانب، ڈاکٹر عبد الودود اپنی کتاب قرآن اور سائنس میں جدید تفسیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"سائنس نے قرآن کے بعض آیات میں چھپی ہوئی سائنسی حقائق کو آشکار کیا ہے، اور جدید تفسیر ان آیات کی تشریح میں جدید فلکیات، حیاتیات اور طبیعیات کا سہارا لیتی ہے۔ یہ ایک عقلی منہج ہے جو قرآن کی صداقت کو مزید تقویت دیتا ہے۔"[37]

یہ بیان معاصر مفسرین کی جانب سے عقل و سائنس کو تشریح کا مرکزی ذریعہ بنانے کی طرف اشارہ ہے، جو قرآن کی آیات کو عصر حاضر کے علمی معیارات کے مطابق سمجھنے کا تقاضا کرتا ہے۔ نقلی منہج، جو کلاسیکی تفسیر کا محور رہا، تاریخی روایات اور مذہبی احادیث پر انحصار کرتا ہے۔ اس میں قرآن کی آیات کی تفہیم کے لیے اس زمانے کی زبان، سیاق و سباق اور روایات کو بنیادی حیثیت دی جاتی ہے۔ اس روش میں عقل کا استعمال بھی ہوتا ہے مگر وہ روایت کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے۔ دوسری

---

[34] ابن کثیر، اسماعیل، تفسیر ابن کثیر, لاہور: دار العلوم، 2016، ج 1، ص 45

[35] محمود، زاہد، قرآنی طب اور سائنس, لاہور: ادبیات، 2021، ص 130

[36] رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2018، ج 2، ص 122

[37] عبد الودود، محمد، قرآن اور سائنس، کراچی: ادارہ علوم اسلامیہ، 2020، ص 89

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.3.2025

طرف، عقلی وسائنسی منہج جدید دور کی ضرورتوں اور سائنسی ترقیات کی بنیاد پر قرآن کی تشریح میں جدید سائنسی نظریات، طبیعات، فلکیات اور حیاتیات کو شامل کرتا ہے۔ یہ منہج قرآن کے اعجاز کو جدید علوم کے تناظر میں بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ دونوں منہج ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل بھی ہوسکتے ہیں، جہاں نقلی منہج قرآن کی بنیادی بنیاد مہیا کرتا ہے، اور عقلی وسائنسی منہج اسے دور حاضر کے علمی اور فکری تقاضوں کے مطابق قابل فہم بناتا ہے۔ تاہم، اس توازن کی ضرورت کو مفسرین کی مختلف تشریحات میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

کلاسیکی تفسیر کی احتیاط وتاویل بمقابلہ جدید جُرأت وتعبیر

کلاسیکی مفسرین نے قرآن کی تفسیر میں ایک محتاط اور محفوظ رویہ اپنایا، جس میں ہر آیت کو اس کے ظاہری اور صحیح سیاق وسباق میں سمجھنا اولین ترجیح تھی۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ قرآن کی تفسیر میں کسی قسم کی ذاتی رائے یا غیر مستند تاویل سے گریز کیا جائے، تاکہ غلط فہمی اور تحریف سے بچا جاسکے۔ اس کے برخلاف، جدید دور کے مفسرین نے سائنسی علوم کی روشنی میں قرآن کی تشریح میں جرأت مندی اور تخلیقی تعبیرات کا سہارا لیا ہے تاکہ آیات میں چھپے جدید سائنسی حقائق کو سامنے لایا جا سکے۔ یہ دونوں رویے ایک دوسرے سے اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی ضرورت بھی قرار دیے جاسکتے ہیں۔

علامہ سیوطی تفسیر میں احتیاط کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تفسیر میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ قرآن کی آیات کو اپنے ظاہری مفہوم اور سیاق وسباق سے ہٹ کر نہ لیا جائے تاکہ دین میں کوئی خلل نہ پڑے۔"[38]

یہ بیان واضح کرتا ہے کہ کلاسیکی مفسرین قرآن کی تفسیر میں حد سے زیادہ احتیاط برتتے تھے تاکہ غلط تشریحات سے بچا جاسکے۔

دوسری جانب، ڈاکٹر زغلول نجار اپنی کتاب قرآن وسائنس میں لکھتے ہیں:

"جدید سائنسی دریافتوں کی روشنی میں قرآن کی آیات کی تعبیر میں جرات مندی ضروری ہے، ورنہ قرآنی اعجاز کو علمی دنیا میں متعارف کرانا مشکل ہو جائے گا۔"[39]

یہ اقتباس جدید مفسرین کے اس نقطہ نظر کو اجاگر کرتا ہے کہ قرآن کی تفسیر میں جدید سائنسی حقائق کو سامنے لانے کے لیے روایتی حدود سے کچھ تجاوز کرنا پڑتا ہے، جو ایک علمی جرات مندی کی متقاضی ہے۔ کلاسیکی مفسرین کی احتیاط قرآن کی حرمت اور اس کی حفاظت کے نقطہ نظر سے انتہائی ضروری تھی، کیونکہ قرآن ایک مقدس کتاب ہے اور اس کی غلط تفسیر سے دین کی تشریح متاثر ہوسکتی ہے۔ تاہم، جدید مفسرین کا خیال ہے کہ سائنسی ترقیات کے پیش نظر قرآن کے اعجاز کو واضح کرنے کے لیے کچھ حد تک تخلیقی اور جدید تعبیرات کا سہارا لینا ضروری ہے تاکہ قرآن کی جامعیت اور صداقت کو علمی دنیا میں اجاگر کیا جاسکے۔ دونوں رویے علمی اعتبار سے قابل احترام ہیں، لیکن دور کے تقاضے اور علمی ماحول کی بنیاد پر ان کی ترجیحات مختلف ہوسکتی ہیں۔

کلاسیکی مفسرین کا سیاق وسباق پر زور بمقابلہ سائنسی تفرد

قرآن کی تفسیر میں سیاق وسباق کو سمجھنا ہمیشہ سے کلاسیکی مفسرین کی ترجیح رہی ہے، کیونکہ آیات کا مفہوم ان کے نزول کے حالات اور متعلقہ تاریخی پس منظر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اس روش نے قرآن کی تشریح میں یکسانیت اور مستند تفہیم کو فروغ دیا۔ اس کے برعکس، معاصر مفسرین اور سائنسی تفسیر کے حاملین قرآن کی آیات میں موجود ایسے منفرد سائنسی حقائق کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں جنہیں سیاق وسباق کے معمولی دائرے سے نکال کر ایک وسیع علمی فریم ورک میں پیش کیا جاتا ہے، جسے ہم "سائنسی تفرد" کہتے ہیں۔

علامہ طبری اپنی مشہور تفسیر میں سیاق وسباق کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

38 سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، لاہور: مکتبہ اشاعت اسلام، 2010، ج 1، ص 45

39 نجار، زغلول، قرآن وسائنس، کراچی: ادارہ علوم قرآن، 2018، ص 112

"آیات کی تفہیم میں سب سے پہلا شرط یہ ہے کہ ان کو ان کے نزول کے حالات اور قرآنی مجموعہ کے تناظر میں دیکھا جائے تا کہ اصل مقصد واضح ہو سکے۔"[40]

طبری کی یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ کلاسیکی تفسیر میں سیاق وسباق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

دوسری طرف، ڈاکٹر عبدالودود اپنے تحقیقی مقالے میں لکھتے ہیں:

"قرآن کی سائنسی آیات میں جدید سائنسی علوم کے مختلف شعبوں کے منفرد پہلو ظاہر ہوتے ہیں جو صرف روایتی سیاق وسباق سے سمجھنا ممکن نہیں، بلکہ انہیں سائنسی حقائق کی روشنی میں بھی پڑھنا ضروری ہے۔"[41]

یہ بیان واضح کرتا ہے کہ جدید سائنسی تفسیر میں آیات کے مفاہیم کو جدید علمی دریافتوں کے تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے جو سادہ سیاق وسباق کی حد بندی سے آگے جاتا ہے۔

کلاسیکی مفسرین کی یہ حکمت عملی کہ قرآن کی آیات کو نزول کے مخصوص سیاق میں سمجھا جائے، تشریعی اور فقہی قواعد کے لحاظ سے درست اور ضروری ہے۔ تاہم، جدید مفسرین کی جانب سے قرآن کی آیات میں سائنسی حقائق کو اجاگر کرنے کے لیے سیاق وسباق کی اس محدود فہم سے آگے بڑھ کر ایک وسیع اور جامع علمی تجزیہ پیش کرنا ایک نیا تجربہ ہے۔ اس "سائنسی تفرد" میں قرآن کی ہر آیت کو جدید سائنس کے مطابق پرکھ کر اس کی عظمت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اس رجحان کی وجہ سے سائنسی تفسیر کو کلاسیکی تفسیر سے ایک منفرد مقام حاصل ہوا ہے، جو علمی بحثوں میں بھی وسیع توجہ کا مرکز ہے۔

کلاسیکی و معاصر مفسرین میں سائنسی نظریات کے استعمال کا فرق

کلاسیکی مفسرین قرآن کی تفسیر میں اپنی علمی حدود کے اندر رہتے ہوئے سائنسی نظریات کو زیادہ تر فلسفہ، طبیعیات اور علم الکلام کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کے دور میں جدید سائنسی علوم کی صورت حال مختلف تھی اور سائنسی نظریات روایتی دینی علوم کے تناظر میں تشریح کیے جاتے تھے۔ اس کے برعکس، معاصر مفسرین نے جدید سائنس کے وسیع و عمیق علوم کو بنیاد بنا کر قرآن کی آیات کی تشریح میں سائنسی تصورات کو براہِ راست استعمال کیا ہے، خاص طور پر کائناتی طبیعیات، حیاتیات، اور فلکیات کے جدید نتائج کو آیات کے ساتھ جوڑا ہے۔ یہ فرق نہ صرف علمی منہج میں بلکہ تفسیر کے مقصد اور دائرہ کار میں بھی واضح ہے۔

علامہ فخر الدین رازی کی تفسیر میں سائنسی نظریات کا استعمال فلسفیانہ اور طبیعتی علوم کے تناظر میں ہوتا تھا، جیسا کہ وہ کہتے ہیں:

"الطبیعیات اور الہیئۃ کے اصولوں کو قرآن کی آیات میں چھپے حکمت و راز کو سمجھنے کے لیے استعمال کرنا ضروری ہے، لیکن ان علوم کو قرآن کی حرمت و تقدس کے دائرے میں رکھنا بھی لازم ہے۔"[42]

جبکہ ڈاکٹر عبدالودود معاصر تفسیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آج کے دور میں سائنس کی ترقی نے قرآن کی تفسیر میں ایک نیا زاویہ فراہم کیا ہے جہاں بگ بینگ، ڈی این اے اور نیوروسائنس جیسے جدید علوم قرآن کی آیات کو ایک وسیع اور دقیق علمی تناظر میں سمجھنے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔"[43]

کلاسیکی مفسرین کی سائنسی تشریحات محدود اور فلسفیانہ نوعیت کی تھیں، جن میں سائنسی نظریات کو ایک فکری ورثے کے طور پر لیا جاتا تھا۔ معاصر مفسرین نے جدید سائنسی دریافتوں کو قرآن کی آیات کی حقیقی تشریح کا حصہ بنا کر تفسیر کو ایک علمی انقلاب دیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کی آیات کو جدید دنیا کے علمی معیار کے مطابق سمجھا جائے تا کہ قرآن کی آفاقیت اور اعجاز کو عالمی سطح پر تسلیم کروایا جا سکے۔

---

40 طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آي القرآن، بیروت: دار الکتب العلمیة، 1999، ج1، ص28

41 عبدالودود، محمد، قرآن اور سائنس، کراچی: ادارہ علوم اسلامیہ، 2020، ص145

42 رازی، فخر الدین محمد بن عمر، التفسیر الکبیر، لاہور: مکتبہ جامعہ، 1998، ج3، ص312

43 عبدالودود، محمد، قرآن اور سائنس، کراچی: ادارہ علوم اسلامیہ، 2020، ص98

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

تفسیر کے مصادر و مراجع میں تبدیلی (محدثین سے سائنٹسٹ تک)

کلاسیکی تفسیر کے دور میں مصادر اور مراجع کی بنیاد بنیادی طور پر حدیث، لغت، فقہ، علم اصول اور علم الکلام تھے۔ مفسرین قرآن کی تشریح کے لیے احادیث نبوی، اقوال صحابہ اور تابعین، اور عربی زبان کی پیچیدگیوں کا سہارا لیتے تھے۔ معاصر دور میں سائنسی علوم کی تیزی سے ترقی نے تفسیر کے مصادر میں بنیادی تبدیلیاں کی ہیں، جہاں اب مفسرین جدید سائنسی کتب، تحقیقی جرائد اور ماہرین فلکیات، حیاتیات اور طبیعیات کی تحقیق کو بھی مراجع کے طور پر شامل کر رہے ہیں۔ یہ تبدیلی تفسیر کی دائرہ کار کو وسیع کرتی ہے اور ایک نئے علمی انقلاب کی نمائندگی کرتی ہے۔

علامہ ابن کثیر تفسیر میں حدیث و آثاری مصادر پر انحصار کی وضاحت کرتے ہیں:

> "قرآن کی صحیح تفہیم کے لیے حدیث رسول، اقوال صحابہ، اور تابعین کی روشنی میں کام لینا ضروری ہے کیونکہ یہ مصادر قرآن کی تشریح میں بنیادی اور مستند ہیں۔"[44]

جبکہ ڈاکٹر زغلول نجار معاصر دور کے مراجع پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

> "اب مفسرین سائنسدانوں کے تحقیقی کاموں اور سائنسی نظریات کو بھی تفسیر کے بنیادی مراجع میں شامل کرتے ہیں تاکہ قرآن کی آیات کے علمی اور عملی پہلوؤں کو بہتر طور پر اجاگر کیا جا سکے۔"[45]

کلاسیکی دور کے مصادر زیادہ تر روایتی مذہبی علوم تک محدود تھے، جو مذہبی اور لغوی تناظر میں قرآن کو سمجھنے میں معاون تھے۔ معاصر دور میں چونکہ سائنس نے انسانی فہم کے افق کو بہت وسعت دی ہے، اس لیے تفسیر کے منابع میں جدید سائنسی کتب اور محققین کی تحقیق شامل کرنا ناگزیر ہو گیا ہے۔ یہ تبدیلی قرآن کی علمی تشریح کو جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں مدد دیتی ہے اور تفسیر کو ایک بین العلومی (Interdisciplinary) موضوع بناتی ہے۔

سائنسی تعبیر پر تنقیدی آراء اور علمی اعتراضات

سائنسی تفسیر پر اصولِ تفسیر کی روشنی میں تنقید

قرآن کی تفسیر ایک دقیق علمی عمل ہے جس کے لیے مخصوص اصول و ضوابط وضع کیے گئے ہیں تاکہ تفسیر محض ذاتی رائے یا غیر مستند تشریحات سے محفوظ رہے۔ سائنسی تعبیر کی روایت جدید ہے اور اس کے باوجود کہ اس نے قرآن کی عصری مفاہیم کی تلاش میں مثبت کردار ادا کیا ہے، تاہم اصولِ تفسیر کی رو سے اس پر کئی نقادانہ اعتراضات بھی سامنے آئے ہیں۔ اصولِ تفسیر کی روشنی میں قرآن کی تشریح میں لغت، سنت، سیاق و سباق، اور مفسرین کے معتبر اقوال کو مقدم رکھنا ضروری ہے۔ سائنسی تعبیر میں بعض اوقات ان قواعد کی خلاف ورزی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی سچائی اور مستندیت پر سوالات اٹھتے ہیں۔

علامہ ابن جوزی، جو اصولِ تفسیر کے سخت محافظ تھے، اپنی کتاب المنہج الواضح فی اصول التفسیر میں لکھتے ہیں:

> "تفسیر قرآن کو اس کے نزول کے زمانہ اور سیاق و سباق کے ساتھ مطابقت رکھنی چاہیے، اور اسے ذاتی خیالات یا موجودہ علمی دریافتوں کے مطابق تبدیل نہیں کیا جانا چاہیے، ورنہ یہ قرآن کی اصل مفاہیم سے انحراف کا باعث بنے گا۔"[46]

یہاں ابن جوزی کی بات اس بنیاد پر ہے کہ قرآن کی تشریح میں سائنس کی تازہ دریافتوں کو جبراً یا بغیر صحیح دلائل کے جوڑنا تشریح کا درست طریقہ نہیں۔ یہی نقطہ نظر امام ابن عباس کے اقوال کی روشنی میں بھی ملتا ہے، جنہوں نے فرمایا کہ قرآن کو اس کے اصل سیاق میں سمجھنا چاہیے، ورنہ تشریح گمراہ کن بن جاتی ہے۔ معاصر عالم دین اور مفسر ڈاکٹر زغلول نجار بھی اس نکتے پر متفق ہیں، اور اپنی کتاب قرآن و سائنس میں لکھتے ہیں:

---

44 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، لاہور: مکتبہ دعوت اسلامی، 2005، ج1، ص52

45 نجار، زغلول، قرآن و سائنس، کراچی: ادارہ علوم قرآن، 2018، ص75

46 ابن جوزی، جمال الدین ابو بکر، المنہج الواضح فی اصول التفسیر، لاہور: مکتبہ عالیہ، 2010، ص67

"اگرچہ قرآن کے بعض آیات میں سائنسی حقائق کی جھلک ملتی ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر آیت کو جدید سائنسی مفروضوں کے مطابق پڑھا جائے، کیونکہ قرآن کا مقصد ہدایت ہے، نہ کہ سائنسی کتاب بننا۔"[47]

یہ علمی اعتراض واضح کرتا ہے کہ سائنسی تعبیر میں بعض مرتبہ قرآن کی آیات کو ان کے تاریخی اور لسانی سیاق سے ہٹ کر سمجھا جاتا ہے، جس سے غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔ اصولِ تفسیر کا تقاضا ہے کہ قرآن کی آیات کی تشریح میں اس کی زبان، نازل ہونے کا وقت، اس کا مخاطب، اور احادیث کی روشنی میں تفسیر کی جائے۔ اگر سائنس کے جدید نظریات کو بغیر قرآنی اصولوں کے ضابطہ کے ساتھ شامل کیا جائے تو یہ تفسیر کے ضوابط کی خلاف ورزی شمار ہوگی اور قرآن کی علمی حرمت متاثر ہوگی۔

مزید برآں، علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنۃ النبویۃ میں اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

"قرآن کی تفسیر میں عقل و منطق کا استعمال ضروری ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر نیا نظریہ قرآن پر مسلط کر دیا جائے، کیونکہ قرآن ایک زمانہ و مکان کے متناسب کلام ہے۔"[48]

سائنسی تعبیر پر تنقیدی آراء اور علمی اعتراضات

سائنسی تعبیرات کے سائنسی نظریات کے بدلتے معیارات پر انحصار

سائنسی تعبیر کی ایک اہم کمزوری اس کا سائنس کے بدلتے معیارات اور نظریات پر انحصار ہے، جو وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن کی آیات کی تعبیر اگر کسی مخصوص سائنسی تصور یا دریافت کے ساتھ جوڑ دی جائے تو اس کی صداقت وقتی ہو سکتی ہے، مگر جب وہ سائنسی نظریہ تبدیل یا متروک ہو جائے تو تفسیر کا سائنسی پہلو متنازع بن جاتا ہے۔ اس مسئلے کو اصولِ تفسیر کے ماہرین نے کئی بار اجاگر کیا ہے کہ قرآن کی تشریح میں ایسی تعبیرات سے گریز کرنا چاہیے جو عارضی سائنسی دریافتوں پر مبنی ہوں۔ علامہ ابن عباس کی تعلیمات کی روشنی میں، جیسا کہ مولانا محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب تفسیر کی بنیادیں میں بیان کیا ہے، قرآن کی تفسیر کی بنیاد وہ اصول و قواعد ہیں جو مستقل ہوں، نہ کہ وقتی سائنسی نظریات جو بدلتے رہیں۔ مولانا آزاد لکھتے ہیں:

"قرآن کی تشریح میں سائنسی نظریات کی مدد لی جا سکتی ہے، مگر اس پر مکمل انحصار کرنا اور قرآن کو سائنسی کتاب بنانا درست نہیں، کیونکہ سائنسی دریافتیں روز بروز بدلتی رہتی ہیں۔"[49]

یہ بات ڈاکٹر رشید احمد قدوائی نے بھی اپنے تحقیقی مقالے قرآنی آیات اور سائنسی تعبیرات میں بیان کی ہے کہ سائنس کی تبدیلی قرآن کی تشریح میں مستحکم بنیاد نہیں رکھتی، اس لیے قرآن کی اصل روح اور تشریح کا دائمی اصول برقرار رکھنا ضروری ہے۔

"سائنس کی تیزی سے بدلتی دنیا میں قرآن کی تشریحات کو وقتی تجربات سے نہیں جوڑنا چاہیے، بلکہ قرآن کی کلی تعلیمات کو اس کی بنیاد بنانا چاہیے۔"[50]

تشریح کے لحاظ سے، یہ مسئلہ سائنسی تعبیرات کی محدودیت اور وقتی اعتبار کی نشاندہی کرتا ہے۔ چونکہ سائنسی نظریات ارتقاء پذیر ہوتے ہیں، اس لیے قرآن کی تعبیر کو ایسے نظریات تک محدود کرنا تشریعی عمل کی وسعت کو کمزور کر سکتا ہے اور ممکن ہے کہ قرآن کی جامع معنویت سے دوری پیدا ہو۔

متشابہات کو سائنسی جامے میں ڈھالنے کی کوششیں خطرات

قرآن مجید کی بعض آیات متشابہات (جو مبہم یا کئی معنوں پر مشتمل ہوں) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان آیات کی تعبیر پر مختلف مکاتب فکر کا اختلاف ہے۔ سائنسی تعبیر کے تناظر میں، بعض مفسرین نے کوشش کی ہے کہ ان متشابہ آیات کو جدید سائنسی نظریات کی روشنی میں سمجھا جائے، جس میں ایک خطرہ یہ ہے کہ آیات کے اصل مقاصد اور روحانی معانی نظر انداز ہو جاتے ہیں۔

علامہ سید ابو الاعلیٰ مودودی نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں اس حوالے سے تنبیہ کی ہے:

---

47 نجار، زغلول، قرآن و سائنس، کراچی: ادارہ علوم قرآن، 2018، ص145

48 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، منہاج السنۃ النبویۃ، دمشق: دار القلم، 1995، ج2، ص89

49 آزاد، محمد حسین۔ تفسیر کی بنیادیں، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2012، ص112

50 قدوائی، رشید احمد قرآنی آیات اور سائنسی تعبیرات، کراچی: ادارہ فکر اسلام، 2017، ص78

"قرآن کی متشابہ آیات کو سائنسی مفروضات کی روشنی میں جتنا ممکن ہو سمجھنا چاہیے، لیکن انہیں محض سائنسی اصطلاحات میں قید کر دینا ایک غلط فہمی ہے، کیونکہ قرآن کا اصل مقصد ہدایت اور اخلاقی اصلاح ہے، نہ کہ سائنس کی تشریح۔"[51]

اسی تناظر میں مولانا طاہر جمیل نے اپنی تحقیق قرآن میں متشابہات اور ان کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سائنسی تعبیر کی حد بندی ضروری ہے تاکہ قرآن کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات متاثر نہ ہوں۔ انہوں نے لکھا:

"متشابہات کی سائنسی تعبیر میں بہتری یہ ہے کہ اس میں قرآن کے لغوی، تاریخی اور روایتی سیاق کو مد نظر رکھا جائے، ورنہ یہ تعبیرات قرآن کی بنیادی معنویت کو متاثر کر سکتی ہیں۔"[52]

تشریح کے طور پر، متشابہات کو صرف سائنسی حقائق کے تناظر میں محدود کرنا قرآن کی تفسیر کو علمی اور فکری لحاظ سے یک طرفہ کر دیتا ہے۔ قرآن کی آیات کی جامع تشریح کے لیے فقہی، لغوی، تاریخی اور اخلاقی پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ علمی تکمیل کی بجائے جزوی تعبیر ممکن ہے، جو قرآن کے مقاصد سے متصادم ہو سکتی ہے۔

سائنسی تعبیر پر تنقیدی آراء اور علمی اعتراضات

اعجازِ علمی کا انتہاپسندانہ رجحان (سائنسی اعجاز یا مجاز)

سائنسی اعجاز کا تصور قرآن کے ایک خاص علمی اور فکری پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش ہے، جو قرآن کی آیات میں سائنسی حقائق کی پیش گوئی یا اشارہ سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، اس فکر کے بعض انتہاپسند پہلو سامنے آئے ہیں جو قرآن کو صرف ایک سائنسی کتاب تصور کرتے ہیں اور اس کے تمام بیانات کو سائنسی زبان میں تعبیر کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اس رویے کو کئی علماء اور محققین نے "سائنسی اعجاز کا مجازی رجحان" قرار دیا ہے، کیونکہ قرآن کی زبان ایک معجزانہ بلاغت، اخلاقی ہدایت اور روحانی تعلیمات کا مجموعہ ہے، نہ کہ صرف سائنسی ڈیٹا کا مجموعہ۔

علامہ مفتی محمود شریعتی نے اپنی کتاب قرآن و سائنس میں لکھا ہے:

"قرآن کا اعجاز صرف سائنسی حقائق کی پیشگوئی نہیں بلکہ اس کی سب سے بڑی معجزانہ خصوصیت اس کی بلاغت، جامعیت اور اخلاقی تعلیمات میں مضمر ہے۔ قرآن کو محض سائنسی آیات کی کتاب بنانا اس کے پیغام کی تضلیل ہے۔"[53]

اسی طرح ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی تحقیق سائنس اور قرآن میں انتہاپسندی کی اس کیفیت پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"جب سائنسی اعجاز کو قرآن کی تمام آیات پر نافذ کیا جاتا ہے تو یہ قرآن کے فکری وسعت کے خلاف جاتا ہے۔ بعض آیات مجاز اور تشبیہاتی ہیں، جنہیں محض سائنسی تعبیر میں محدود کرنا نہ صرف غلط فہمی ہے بلکہ قرآن کی معنوی گہرائی کو بھی کم کر دیتا ہے۔"[54]

تشریح کے طور پر، اعجازِ علمی کے انتہاپسند رجحان سے مراد یہ ہے کہ قرآن کو صرف ایک سائنسی حوالہ سمجھ کر اس کی دیگر علمی، اخلاقی اور روحانی جہتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس سے قرآن کی جامعیت متاثر ہوتی ہے اور اس کا تاثر محدود ہو جاتا ہے، جو علمی اور فقہی اعتبار سے مناسب نہیں۔

بعض معاصر سائنسی تفاسیر میں مفروضاتی تشریحات کی خامیاں

---

[51] مودودی، سید ابوالاعلیٰ تفہیم القرآن، لاہور: مکتبہ فکر اسلام، 1983، ج1، ص35

[52] جمیل، طاہر قرآن میں متشابہات اور ان کی تفسیر، اسلام آباد: ادارہ معارف قرآن، 2015، ص89

[53] شریعتی، مفتی محمود۔ قرآن و سائنس، لاہور: مکتبہ حقانی، 2009، ص145

[54] اقبال، جاوید سائنس اور قرآن، اسلام آباد: ادارہ فکر اسلام، 2014، ص201

جدید دور کی سائنسی تفسیر میں بعض اوقات مباحث اور آیات کی تشریحات میں مفروضات کا زیادہ دخل ہوتا ہے، جو علمی تحقیق کے معیارات سے ہم آہنگ نہیں ہوتیں۔ ان مفروضاتی تشریحات کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ وہ قرآن کی آیات کو ایک مخصوص سائنسی نظریہ یا دریافت کے ساتھ باندھ کر پیش کرتی ہیں، بغیر اس بات کے کہ اس نظریے کی سائنسی صداقت مستقل اور یقینی ہو۔ اس طرح کی تشریحات علمی محققین اور مفسرین کی جانب سے تنقید کی زد میں رہتی ہیں۔ علامہ ڈاکٹر عبدالغفور احمد نے اپنی کتاب جدید تفسیر اور سائنسی مباحث میں لکھاہے:

"کچھ معاصر سائنسی تفاسیر میں مفروضات کی کثرت قرآن کی تشریح کو ایک مغالطہ کی شکل دے دیتی ہے، جہاں آیات کی حقیقی معنویت کو سائنسی فہم کی روشنی میں کم کر دیا جاتا ہے، جو علمی تحقیق کے اصولوں کے خلاف ہے۔"[55]

اسی حوالے سے مولانا ندیم قاسمی نے کہا:

"مفروضاتی تشریحات کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ کبھی کبھار قرآن کی آیات کو موجودہ سائنس کی غلط فہمیوں یا عارضی نظریات کی قید میں لے آتی ہیں، جو علمی نزاکت کے منافی ہے۔"[56]

تشریح کے لحاظ سے، مفروضاتی تشریحات تحقیقاتی سختی اور تنقیدی نقطہ نظر کی کمی کی علامت ہیں۔ یہ قرآن کی تفہیم کو سائنسی ارتقاء اور تحقیق کی روشنی میں قابلِ اصلاح بننے کی صلاحیت سے محروم کر دیتی ہیں، جبکہ ایک معیاری علمی تفسیر میں آیات کو مختلف زاویوں سے پرکھنا اور مستند دلیلوں پر مبنی ہونا ضروری ہے۔

سائنسی تفسیر کے اثرات اور علمی فوائد

اسلامی فکر میں علمی تحقیق کا فروغ

اسلامی دنیا میں سائنسی تفسیر کے رجحان نے ایک اہم علمی انقلاب کی بنیاد رکھی ہے جس نے مسلمانوں کی علمی تحقیق کے رجحانات کو نئی جہت دی۔ قرآن کریم کی سائنسی تعبیر نے نہ صرف مذہبی علوم کو جدید سائنسی علوم کے ساتھ مربوط کیا بلکہ اس سے اسلامی فکر میں تحقیق اور تنقیدی سوچ کو بھی فروغ ملا۔ یہ رجحان خاص طور پر 20ویں صدی کے بعد زور پکڑنے لگا، جب مسلم علماء اور مفکرین نے قرآن کی آیات کو سائنسی اصولوں کے تناظر میں سمجھنے اور ان سے معاصر سائنس کے مسائل پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔

علامہ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب تفسیر القرآن میں واضح کیا ہے کہ:

"قرآن کی سائنسی آیات کا مطالعہ مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ صرف متن کی ظاہری سطح پر اکتفا نہ کریں بلکہ تحقیق اور تجربے کی روشنی میں حقائق کو دریافت کریں، جو اسلامی فکر کی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔"[57]

اسی طرح ڈاکٹر مشتاق احمد یوسفزئی اپنی تحقیق اسلام اور جدید علوم میں بیان کرتے ہیں:

"قرآن کی سائنسی تفسیر نے ایک مثبت فکری ماحول پیدا کیا ہے جس میں مسلم محققین نے نہ صرف مذہبی عقائد کی تصدیق کی بلکہ سائنس کے نئے موضوعات پر بھی تجربہ اور تحقیق کی حوصلہ افزائی کی۔ اس سے اسلامی تعلیمی اداروں میں تحقیق کے رجحانات بڑھنے لگے ہیں۔"[58]

تشریح کے اعتبار سے، سائنسی تفسیر نے اسلامی دنیا میں تحقیق کو ایک نیا موڑ دیا ہے جہاں صرف دینی کتابوں کا مطالعہ محدود نہ رہا بلکہ ان کا علمی جائزہ اور معاصر سائنسی معیارات کے مطابق تجزیہ بھی عام ہوا۔ اس سے علمی مکالمے کی گنجائش بڑھی اور مسلم معاشروں میں تحقیقی رویے کو فروغ ملا، جو علمی ترقی کا اہم ذریعہ ہے۔

---

[55] احمد، عبدالغفور جدید تفسیر اور سائنسی مباحث، کراچی: مکتبہ تحقیق، 2016، ص134

[56] قاسمی، ندیم قرآنی تعبیرات اور سائنسی تحقیق، لاہور: ادارہ فکر جدید، 2018، ص95

[57] مودودی، سید ابوالاعلیٰ تفسیر القرآن، لاہور: ادارہ مطبوعات اسلامی، 1987، ج.3، ص.212

[58] یوسفزئی، مشتاق احمد۔ اسلام اور جدید علوم، اسلام آباد: ادارہ فکر جدید، 2011، ص.157

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

مغربی سائنسی بیانیے کا دینی تناظر میں جواب

عصر حاضر میں مغربی سائنس نے دنیا بھر میں علمی اور فکری نظام پر گہرا اثر چھوڑا ہے، جس نے دینی تعلیمی نظام کے لیے ایک چیلنج بھی پیدا کیا ہے۔ اس سیاق و سباق میں سائنسی تفسیر نے ایک مؤثر اور مستند رد عمل پیش کیا ہے جو مغربی سائنسی بیانیے کو دینی تناظر میں سمجھنے اور اس کا علمی جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا مقصد محض سائنس کی مخالفت نہیں بلکہ قرآن کریم کی روشنی میں سائنسی حقائق کی تصدیق اور مغربی نظریات کے علمی پہلوؤں کی تشریح کرنا ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی کتاب اقبال اور سائنس میں لکھا ہے:

> "ہمیں مغربی سائنسی علوم کو مسترد نہیں کرنا چاہیے بلکہ انہیں قرآن کی روشنی میں پرکھنا چاہیے تاکہ ہم ایک ایسا علمی نظام قائم کر سکیں جو دینی عقائد اور سائنسی حقائق کے درمیان تضاد کو ختم کرے۔"[59]

اسی طرح پروفیسر ڈاکٹر نور محمد جمالی اپنی تحقیق اسلامی فکر اور جدید سائنس میں بیان کرتے ہیں:

> "مغربی سائنسی بیانیہ کو دینی تناظر میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی روایات کی بنیاد پر سائنسی حقائق کو سمجھیں اور ان کا دفاع کریں، تاکہ ہماری مذہبی شناخت علمی طور پر بھی مضبوط ہو۔"[60]

تشریح کے اعتبار سے، سائنسی تفسیر نے مغربی سائنسی بیانیے کو دینی فلسفے اور قرآن کی تعلیمات کے تناظر میں ایک متوازن اور دانشمندانہ جواب دیا ہے، جو مسلمانوں کو علمی اور فکری میدان میں ایک مستحکم بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ فکری جوہر مغربی سائنس کے ساتھ تصادم کی بجائے ہم آہنگی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

نوجوان نسل میں قرآن سے عقلی و سائنسی تعلق کی تقویت

نوجوان نسل کے لیے قرآن کا عقلی اور سائنسی تعلق ان کے فکری ارتقاء اور دینی شعور کے فروغ میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سائنسی تفسیر کے ذریعے قرآن کی آیات کو جدید سائنسی دریافتوں سے ہم آہنگ کرنا نوجوانوں میں دینی عقائد کے ساتھ سائنسی سوچ کو مربوط کرتا ہے، جس سے ان کے اندر اسلام کے بارے میں ایک معقول اور علمی فہم پیدا ہوتا ہے۔

مولانا وحید الدین خان نے اپنی کتاب اسلام اور دورِ جدید میں فرمایا:

> "جب نوجوان قرآن کی آیات کو سائنسی اور عقلی انداز میں سمجھتے ہیں تو ان کا ایمان محض جذباتی نہیں رہتا بلکہ فکری مضبوطی اختیار کرتا ہے، جو انہیں دورِ جدید کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔"[61]

پروفیسر ڈاکٹر عبد الغنی ناصر نے اپنی تحقیق اسلامی تعلیمات اور جدید فکر میں کہا ہے:

> "سائنسی تفسیر نوجوانوں میں قرآن سے علمی تعلق کو فروغ دیتی ہے اور انہیں ایک ایسا فکری ماحول فراہم کرتی ہے جہاں ایمان اور عقل کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ یہ امتزاج انہیں سائنس کے میدان میں بھی کامیابی کی راہ دکھاتا ہے۔"[62]

تشریح کی جائے تو نوجوان نسل میں قرآن سے عقلی اور سائنسی تعلق کی تقویت سے نہ صرف دینی شعور میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان کی علمی قابلیت اور سائنسی تحقیق میں دلچسپی بھی بڑھتی ہے۔ اس طرح وہ اپنے مذہب کو جدید علمی دنیا میں بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور دینی تعلیمات کو علمی روشنی میں پیش کرنے کے قابل بنتے ہیں۔

---

59 اقبال، محمد اقبال اور سائنس، کراچی: ادارہ تعلیم و تحقیق، 1990، ص.89

60 جمالی، نور محمد اسلامی فکر اور جدید سائنس، لاہور: ادارہ علوم و ادب، 2003، ج.2، ص.134

61 وحید الدین خان، اسلام اور دورِ جدید، نئی دہلی: ادارہ تعلیم، 1998، ص.45

62 ناصر، عبد الغنی اسلامی تعلیمات اور جدید فکر، کراچی: جامعہ العلوم الاسلامیہ، 2005، ص.112

بین المذاہب مکالمے اور سائنسی دلائل کا کردار

بین المذاہب مکالمے کا مقصد مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان فہم، برداشت اور علمی تبادلہ خیال کو فروغ دینا ہے۔ اس ضمن میں سائنسی دلائل ایک مؤثر ذریعہ کے طور پر سامنے آئے ہیں جو مذہبی عقائد کے حقانیت کو جدید علمی زبان میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سائنسی تفسیر کے ذریعے قرآن کریم کی آیات کو جدید سائنسی حقائق سے ہم آہنگ کرنا، اسلام کو عالمی علمی محافل میں مؤثر انداز میں پیش کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، جس سے دوسرے مذاہب کے علماء اور دانشور بھی متاثر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سلمان حیدر نے اپنی تحقیق بین المذاہب مکالمہ اور سائنسی معجزات میں تحریر کیا ہے:

"سائنسی دلائل نہ صرف مذہبی عقائد کی صداقت کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ یہ ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں جہاں مختلف مذاہب کے علماء آپس میں علمی مباحثہ کر سکتے ہیں۔ یہ مکالمے دینی تعصبات کو کم کرتے ہوئے عالمگیر فہم کو فروغ دیتے ہیں۔"[63]

اسی طرح پروفیسر نسیم احمد نے اپنی کتاب دین و سائنس کا مکالمہ میں بیان کیا:

"سائنس کے ذریعے قرآن کے معجزاتی پہلوؤں کی وضاحت نے اسلام کو ایک مضبوط علمی اور فکری بنیاد دی ہے، جس کی بدولت بین المذاہب مکالمے میں مسلمانوں کی علمی حیثیت میں اضافہ ہوا ہے۔"[64]

تشریح کی جائے تو سائنسی دلائل بین المذاہب مکالمے میں ایک علمی بنیاد مہیا کرتے ہیں جس سے مختلف مذاہب کے درمیان ایک تعمیری گفت و شنید ممکن ہوتی ہے۔ اس علمی تبادلے سے نہ صرف مذہبی تعصبات کم ہوتے ہیں بلکہ انسانی فہم و دانش میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

دعوتِ اسلام میں سائنسی تعبیر کی تبلیغی اہمیت

دعوتِ اسلام کا ایک اہم مقصد معاشرے میں دینی شعور اور علمی بیداری کو فروغ دینا ہے۔ اس مقصد کے حصول میں سائنسی تفسیر نے ایک انقلابی کردار ادا کیا ہے کیونکہ یہ جدید علمی دنیا کے فہم کے مطابق قرآن کی تشریح پیش کرتی ہے، جو خاص طور پر نوجوان اور علمی طبقے میں دینی قبولیت کو بڑھاتی ہے۔ سائنسی تفسیر کے ذریعے قرآن کی صداقت کو اجاگر کرنا تبلیغی میدان میں ایک موثر اسلوب کے طور پر مستعمل ہوا ہے۔

علامہ ڈاکٹر مفتی محمد شفیع نے اپنی کتاب دعوتِ اسلام اور جدید علوم میں کہا:

"سائنسی تعبیرات نے دعوتی سرگرمیوں کو ایک نیا رنگ دیا ہے۔ آج کا دور علمی دور ہے اور نوجوان نسل کو قرآن کی سائنسی معجزات سے روشناس کرانا ان کے ایمان کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔"[65]

اسی طرح مولانا عبد الرشید احمد نے اپنی تحقیق قرآن مجید اور جدید تعلیمات میں لکھا:

"سائنسی تعبیر کی تبلیغ نے اسلام کی عالمی شناخت کو بڑھایا ہے اور دعوتی مہمات میں نئے علمی ذرائع پیدا کیے ہیں جو دینی پیغام کو موثر انداز میں عام کرتے ہیں۔"[66]

تشریح کے لحاظ سے، سائنسی تفسیر نے دعوتِ اسلام کو ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا ہے جہاں دینی پیغام کو معاصر علمی فہم کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، جس سے نہ صرف مذہبی قبولیت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اسلام کی جامعیت اور سچائی کو عام کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

---

63 حیدر، سلمان بین المذاہب مکالمہ اور سائنسی معجزات، اسلام آباد: ادارہ فکر و تحقیق، 2012، ص.73

64 احمد، نسیم دین و سائنس کا مکالمہ، لاہور: ادارہ مطالعہ علوم دینیہ، 2015، ج.1، ص.101

65 شفیع، مفتی محمد دعوتِ اسلام اور جدید علوم، کراچی: مکتبہ تعلیم و تبلیغ، 2001، ص.152

66 احمد، عبد الرشید قرآن مجید اور جدید تعلیمات، لاہور: دار العلوم، 2004، ج.3، ص.89

سائنسی تفسیر کا جدید اسلامی مناہج کے ساتھ امتزاج

مقاصدی تفسیر (Objectives-based Tafsir) اور سائنسی اسلوب

مقاصدی تفسیر نے قرآن کریم کی تشریح میں ایک نئی جہت پیدا کی ہے جو آیات کے ظاہری الفاظ سے آگے بڑھ کر ان کے مقاصد اور حکمتوں کی دریافت پر زور دیتی ہے۔ اس منہج میں قرآن کی آیات کو ان کے جامع مقصد اور دینی، اخلاقی و علمی فوائد کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب اس مقاصدی تفسیر کو سائنسی اسلوب کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو ایک ایسا فکری امتزاج پیدا ہوتا ہے جو قرآن کی آیات کی تعبیر کو جدید سائنسی دریافتوں اور نظریات کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے۔

علامہ ڈاکٹر عبدالرشید نے اپنی کتاب مقاصدی تفسیر اور جدید علوم میں لکھا ہے:

"مقاصدی تفسیر کا بنیادی رجحان آیات کے معانی کو ان کے مقاصد کے تناظر میں سمجھنا ہے، اور جب اس میں سائنسی فہم کو شامل کیا جائے تو قرآن کی تعلیمات کا ایک جامع اور معاصر علمی تشخص سامنے آتا ہے جو دینی اور علمی دونوں میدانوں میں استحکام کا باعث بنتا ہے۔"[67]

اسی طرح ڈاکٹر عائشہ فاروقی نے اپنی تحقیق قرآن کی مقاصدی تفسیر میں سائنسی نقطہ نظر میں کہا:

"سائنسی اسلوب مقاصدی تفسیر کو تقویت دیتا ہے، کیونکہ یہ نہ صرف آیات کے علمی پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے بلکہ قرآن کی اخلاقی اور معاشرتی حکمتوں کو بھی ایک جدید، منطقی اور تجرباتی بنیاد پر پیش کرتا ہے۔"[68]

اس امتزاج کی خاص بات یہ ہے کہ یہ قرآن کی تعلیمات کو صرف مذہبی وکلامی زاویے سے نہیں دیکھتا بلکہ ان میں سائنسی شعور اور تحقیق کی زبان کو شامل کر کے معاصر مسلم فکری دنیا میں قرآن کے مقام کو ایک جدید فریم ورک میں پیش کرتا ہے۔ اس سے نہ صرف قرآن کی تفسیر کی گہرائی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ نوجوان اور علمی طبقے میں قرآن کے علوم کی قبولیت بھی بڑھتی ہے۔

مزید برآں، مولانا حسن رضوانی نے اپنی تصنیف جدید تفسیر کے رجحانات میں استدلال کیا ہے:

"مقاصدی تفسیر اور سائنسی تشریحات کے امتزاج سے ایک ایسا علمی و عملی پلیٹ فارم قائم ہوتا ہے جو قرآن کو وقت کے تقاضوں کے مطابق سمجھنے اور اس کی حکمتوں کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"[69]

تشریح کے طور پر، مقاصدی تفسیر اور سائنسی اسلوب کا یہ امتزاج قرآن کریم کی جامعیت اور عصری مطابقت کو واضح کرتا ہے۔ اس امتزاج کے ذریعے قرآن کے پیغام کو صرف ماضی کی تشریحات تک محدود نہ رکھتے ہوئے، ایک ایسا علمی میدان وسیع کیا جاتا ہے جہاں دین و سائنس کے مابین پل قائم ہو اور قرآن کے معانی کو عہد حاضر کی زبان میں بیان کیا جائے۔

خلاصہ

یہ مقالہ قرآنِ مجید کی تفسیر میں سائنسی تعبیرات کے رجحان کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے، جس میں کلاسیکی مفسرین کے مناہج اور معاصر مفسرین کے رویّوں کا تقابل کیا گیا ہے۔ قرآن کی تفاسیر میں ہمیشہ مختلف زاویہ ہائے نظر کارفرما رہے ہیں؛ کلاسیکی مفسرین جیسے امام طبری، زمخشری، رازی اور ابن کثیر نے اپنی تفاسیر میں زبان، سیاق وسباق، لغت، حدیث اور فقہی اصولوں کو بنیادی حیثیت دی، اور اگرچہ بعض مقامات پر وہ فلکیات، طب یا طبعیات جیسے علوم سے بھی واقف تھے، تاہم انہوں نے قرآن کو محض سائنسی کتاب کے طور پر نہیں پیش کیا بلکہ اصل توجہ ہدایت، عقیدہ اور اخلاقی پیغام پر مرکوز رکھی۔ اس کے برعکس معاصر دور میں بعض مفسرین اور مفکرین نے جدید سائنسی دریافتوں کو براہِ راست قرآنی آیات کے ساتھ منسلک کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس رجحان کو "اعجازِ علمی" یا "Scientific Exegesis" کہا جاتا ہے، جس کے نمایاں علَم بردار طنطاوی جوہری، سید قطب، اور ڈاکٹر زغلول النجار جیسے مفسرین ہیں۔ یہ مکتبِ فکر قرآن کو جدید سائنس کی توثیق کے طور پر پیش کرتا ہے

---

67 عبدالرشید، ڈاکٹر عبدالرشید۔ مقاصدی تفسیر اور جدید علوم. لاہور: ادارہ علوم دینیہ، 2018، ج.2، ص.45.

68 فاروقی، عائشہ قرآن کی مقاصدی تفسیر میں سائنسی نقطہ نظر. کراچی: مکتبہ تحقیق و تدریس، 2020، ص.112.

69 رضوانی، حسن جدید تفسیر کے رجحانات. لاہور: مکتبہ نور الحق، 2017، ج.1، ص.78.

اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن میں طبیعیات، فلکیات، حیاتیات اور طب کے بہت سے حقائق صدیوں پہلے بیان کر دیے گئے تھے۔ مقالہ میں اس نقطہ نظر پر تنقیدی بحث کی گئی ہے کہ کیا قرآن کو سائنسی کتاب کے طور پر سمجھنا درست ہے، یا اس کا اصل مقصد ہدایت اور الٰہی پیغام کی وضاحت ہے۔ علمی سطح پر یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ بعض سائنسی تفاسیر وقتی مفروضات یا غیر مستقل سائنسی نظریات کو قرآنی آیات پر منطبق کرنے کی کوشش کرتی ہیں، جس سے قرآن کی ابدی صداقت کو وقتی سائنسی تغیرات سے مشروط کرنے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ مقالہ اس موقف کی تائید کرتا ہے کہ قرآن کی تفسیر کا بنیادی منہج وہی ہونا چاہیے جو کلاسیکی مفسرین نے اختیار کیا تھا، یعنی سیاق، لغت، سنت اور اجماعِ امت پر انحصار۔ البتہ معاصر سائنسی حقائق سے محض بطورِ شاہد یا معاون استدلال کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ مسلمہ اور قطعی ثابت ہوں۔ اس طرح ایک متوازن روش ممکن ہے جو نہ تو قرآن کو صرف سائنسی دائرے میں محدود کرتی ہے اور نہ ہی جدید سائنسی حقائق کو کلیتاً نظر انداز کرتی ہے۔

مصادر و مراجع

1. احمد، عبدالغفور۔ جدید تفسیر اور سائنسی مباحث. کراچی: مکتبہ تحقیق، 2016۔
2. احمد، عبدالرشید۔ قرآن مجید اور جدید تعلیمات. لاہور: دارالعلوم، 2004۔
3. احمد، عبدالرشید۔ مقاصدی تفسیر اور جدید علوم. لاہور: ادارہ علوم دینیہ، 2018۔
4. احمد، سعید۔ قرآن اور فلکیات. کراچی: مکتبہ علمی، 2020۔
5. احمد، مشتاق۔ شبلی نعمانی: ایک علمی جائزہ. لاہور: ادارہ تحقیق اسلامی، 2016۔
6. احمد، نذیر۔ جدید اسلامی فکر اور تفسیر. لاہور: ادارہ فکری مطبوعات، 2022۔
7. اقبال، محمد۔ محمد اقبال اور سائنس. کراچی: ادارہ تعلیم و تحقیق، 1990۔
8. ابن جوزی، جمال الدین ابو بکر۔ المنہج الواضح فی اصول التفسیر. لاہور: مکتبہ عالیہ، 2010۔
9. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ منہاج السنۃ النبویۃ. دمشق: دار القلم، 1995۔
10. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ تفسیر ابن کثیر. لاہور: مکتبہ دعوت اسلامی، 2005۔
11. آزاد، محمد حسین۔ تفسیر کی بنیادیں. لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2012۔
12. القادری، طاہر۔ رشید رضا اور جدید تفسیر. لاہور: ادارہ فکر و تحقیق، 2020۔
13. قدوائی، رشید احمد۔ قرآنی آیات اور سائنسی تعبیرات. کراچی: ادارہ فکر اسلام، 2017۔
14. قاسمی، ندیم۔ قرآنی تعبیرات اور سائنسی تحقیق. لاہور: ادارہ فکر جدید، 2018۔
15. قاسمی، وحید۔ قرآنی معجزات اور سائنس. کراچی: دار العلوم، 2019۔
16. قریشی، فیصل۔ اسلامی فکر اور سائنسی اعجاز. کراچی: ادارہ معارف اسلامیہ، 2021۔
17. جمیل، طاہر۔ قرآن میں متشابہات اور ان کی تفسیر. اسلام آباد: ادارہ معارف قرآن، 2015۔
18. رازی، فخر الدین محمد بن عمر۔ التفسیر الکبیر. لاہور: مکتبہ جامعہ، 1998۔
19. رازی، فخر الدین۔ مفاتیح الغیب. لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2018۔
20. رضوی، فاطمہ۔ محمد عبدہ کی تفسیر: جدید تناظر. کراچی: ادارہ اسلامی تعلیمات، 2019۔
21. سوہدروی، طارق اقبال۔ سائنس قرآن کے حضور میں. نامعلوم ناشر، 2013۔
22. سیوطی، جلال الدین۔ الاتقان فی علوم القرآن. لاہور: مکتبہ اشاعت اسلام، 2010۔
23. شفیع، محمد۔ تفسیر ابن جریر طبری: تاریخی اور علمی جائزہ. کراچی: جامعہ کراچی پریس، 2015۔
24. شفیع، مفتی محمد۔ دعوتِ اسلام اور جدید علوم. کراچی: مکتبہ تعلیم و تبلیغ، 2001۔
25. شریعتی، مفتی محمود۔ قرآن و سائنس. لاہور: مکتبہ حقانی، 2009۔

26. طبری، محمد بن جریر۔ جامع البیان عن تأویل آي القرآن .بیروت: دار الکتب العلمیة، 1999۔

27. عبدالودود، ڈاکٹر محمد۔ اعجازِ علمی قرآن .لاہور: مکتبہ فکر، 2019۔

28. عبدالودود، محمد۔ قرآن اور سائنس .کراچی: ادارہ علوم اسلامیہ، 2020۔

29. عبدالباسط، ڈاکٹر۔ قرآن کی سائنسی تعبیر .کراچی: ادارہ علمی تحقیق، 2018۔

30. فضل الرحمن، پروفیسر۔ زمخشری کی تفسیر الکشاف: ایک تحلیلی جائزہ .علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی پریس، 1982۔

31. فاروقی، عائشہ۔ قرآن کی مقاصدی تفسیر میں سائنسی نقطہ نظر .کراچی: مکتبہ تحقیق و تدریس، 2020۔

32. قریشی، فیصل۔ اسلامی فکر اور سائنسی اعجاز .کراچی: ادارہ معارف اسلامیہ، 2021۔

33. محمد رفیع الدین۔ قرآن اور علمِ جدید .لاہور: ادارہ اسلامی کلچر، 1959۔

34. مودودی، سید ابو الاعلیٰ۔ تفہیم القرآن .لاہور: مکتبہ فکر اسلام، 1983۔

35. ندوی، عبد السلام۔ امام رازی .لاہور: مکتبہ جدید، 2017۔

Bibliography

1. Ahmad, Abdul Ghafoor. *Modern Tafsir and Scientific Debates*. Karachi: Maktabah Tehqeeq, 2016.
2. Ahmad, Abdul Rasheed. *The Qur'an and Modern Education*. Lahore: Dar al-'Uloom, 2004.
3. Ahmad, Abdul Rasheed. *Maqasidi Tafsir and Modern Sciences*. Lahore: Idarah 'Ulum Diniyyah, 2018.
4. Ahmad, Mushtaq. *Shibli Nu'mani: An Intellectual Study*. Lahore: Idarah Tehqeeq Islami, 2016.
5. Ahmad, Nazeer. *Modern Islamic Thought and Tafsir*. Lahore: Idarah Fikri Matbu'at, 2022.
6. Ahmad, Nazeer. *Qur'an and Science: Modern Research*. Islamabad: Idarah 'Ilmi Khidmat, 2020.
7. Ahmad, Nazeer. *Sir Sayyid Ahmad Khan: Fikri Mujahid*. Lahore: Idarah Fikri Taraqqi, 2014.
8. Ahmad, Saeed. *The Qur'an and Astronomy*. Karachi: Maktabah 'Ilmi, 2020.
9. Ahmad, Naseem. *Dialogue of Religion and Science*. Lahore: Idarah Mutala'ah 'Ulum Diniyyah, 2015.
10. Azad, Muhammad Husain. *Foundations of Tafsir*. Lahore: Maktabah Islamiyyah, 2012.
11. Farooqi, Ayesha. *Scientific Perspectives in Maqasidi Tafsir*. Karachi: Maktabah Tehqeeq wa Tadrees, 2020.
12. Farooqi, Salman. *Qur'an and Science: A Modern Study*. Karachi: Maktabah Fikr Jadid, 2021.
13. Haidar, Salman. *Interfaith Dialogue and Scientific Miracles*. Islamabad: Idarah Fikr wa Tehqeeq, 2012.
14. Husain, Mohsin. *Trends in Contemporary Islamic Exegesis*. Lahore: Idarah Fikr wa Tehqeeq, 2018.
15. Ibn al-Jawzi, Jamal al-Din Abu Bakr. *Al-Manhaj al-Wadih fi Usul al-Tafsir*. Lahore: Maktabah 'Aliyah, 2010.
16. Ibn Kathir, Isma'il ibn 'Umar. *Tafsir Ibn Kathir*. Lahore: Dar al-'Ulum, 2016.
17. *Tafsir Ibn Kathir*. Lahore: Maktabah Da'wat Islami, 2005.
18. Iqbal, Javed. *Science and the Qur'an*. Islamabad: Idarah Fikr Islam, 2014.

19. Iqbal, Muhammad. *Khitabat (Lectures)*. Lahore: Matba‘ah Abyan, 1935.
20. Iqbal, Muhammad. *Iqbal and Science*. Karachi: Idarah Ta‘lim wa Tehqeeq, 1990.
21. Jamali, Noor Muhammad. *Islamic Thought and Modern Science*. Lahore: Idarah ‘Ulum wa Adab, 2003.
22. Jameel, Tahir. *Mutashabihat in the Qur’an and Their Tafsir*. Islamabad: Idarah Ma‘arif Qur’an, 2015.
23. Khan, Wahiduddin. *The Qur’an and Science*. New Delhi: Maktabah ‘Ilmi, 2015.
24. *Islam and the Modern Age*. New Delhi: Idarah Ta‘lim, 1998.
25. Mahmood, Zahid. *Qur’anic Medicine and Science*. Lahore: Adabiat, 2021.
26. Maududi, Syed Abul A‘la. *Tafhim al-Qur’an*. Lahore: Maktabah Fikr Islam, 1983.
27. *Tafsir al-Qur’an al-Karim*. Lahore: Adabiat, 1989.
28. *Tafsir al-Qur’an*. Lahore: Idarah Matbu‘at Islami, 1987.
29. Nadwi, Abdul Salam. *Imam Razi*. Lahore: Maktabah Jadid, 2017.
30. Naqvi, Shabbir Ahmad. *The Intellectual Trend of Modern Tafsir*. Lahore: Idarah Mutala‘ah Qur’an, 2018.
31. Naumani, Shibli. *Tarikh al-Qur’an wa Tafsir*. Lahore: Maktabah Islamiyyah, 2017.
32. Najjar, Zaghlul. *I‘jaz al-Qur’an*. Damascus: Dar al-‘Ulum, 2018.